REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3

ولقد نصرکم اللہ ببدرٍ و انتم اذلۃ

جلد ۲۳
ایڈیٹر :- محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر :- جاوید اقبال اختر

شمارہ ۳۰

شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

The Weekly "BADR" Qadian.

۳ رجب ۱۳۹۴ ہجری | ۲۵ وفا ۱۳۵۳ ہش | ۲۵ جولائی ۱۹۷۴ء

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۲ وفا (جولائی) - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق براستہ لنڈن مورخہ ۹ تا ۱۲ جولائی کے الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ "حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو فلو کی تکلیف ہے"۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصد عالیہ میں فائز المرامی کے لئے التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ تمام افراد خاندان اور احباب جماعت کا ہر طرح حافظ و ناصر رہے آمین۔

قادیان ۲۲ وفا - محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ نیز حضرت مولوی عبد الرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشان کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قادیان ۲۲ وفا - ٹرینیڈاڈ (جنوبی امریکہ) سے ایک غیر مبائع نوجوان مسمی مصطفےٰ کمال حیدل مع محترمہ بی بی صفورہ حمید آف برٹش گی آنا کل دوپہر کے وقت زیارت مقامات مقدسہ قادیان کے لئے واہگہ بارڈر کے رستہ تشریف لائے رات لنگر خانہ میں ہفتہ قرآن کریم کی تقریر سنی۔ اگلے روز مقامات مقدسہ کی زیارت کی مرکزی دفاتر دیکھے بزرگان سے ملاقات کی اور بوقت ۲ بجے واپس روانہ ہو گئے۔

خلاصہ خطبہ جمعہ

پاکستان میں امراء اضلاع جماعت ہائے احمدیہ کو

حضرت امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

زرّیں نصائح اور اہم ہدایات

ربوہ ۶ وفا - سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کل نماز جمعہ مسجد اقصیٰ میں پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں حضور نے صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے امراء اضلاع جماعت ہائے احمدیہ کی طلب کردہ میٹنگ کے ضمن میں اس امر کا ذکر فرمایا کہ اس موقع پر حضور کو امراء اضلاع سے انفرادی ملاقاتوں کے دوران اُن کے ہاں کے حالات کا علم ہوا۔

ان ملاقاتوں اور میٹنگ میں حضور نے انہیں جو نصائح فرمائیں اور ہدایات دیں ان کا ذکر کرتے ہوئے حضور نے بتایا :-

پہلی بات یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد کردہ فرض کی رُو سے ہمیشہ قانون کے پابند رہے ہیں۔ اور آئندہ بھی ہمیشہ رہیں گے۔ خواہ حالات کچھ ہی صورت کیوں نہ اختیار کریں، ہر صورت اور ہر حال میں قانون کی پابندی ایک شہری فرض ہی کی نہیں ہمارے لئے ایک مقدس مذہبی فریضہ کی بھی حیثیت رکھتی ہے۔ اور ہم اس فریضہ کو [illegible] ادا کریں گے۔ اس فریضہ سے سرمو انحراف کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ حکومت کے جو افسران فتنہ و فساد کو روکنے اور امن قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ اُن کے ساتھ [illegible] کیونکہ فتنہ و فساد سے بہرحال ملک کو نقصان پہنچتا ہے، اور ملک کو نقصان سے محفوظ رکھنا ہر شہری کا فرض ہے۔ اور ہم پر بدرجہ اولیٰ یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہم فتنہ و فساد مٹانے میں افسران حکومت کے ساتھ پورا پورا تعاون کر کے ملک کو کوئی گزند نہ پہنچنے دیں۔ ہمارے نزدیک ہم ملک کے سب سے زیادہ محبّ وطن ہیں۔ ہم نے ۱۹۴۷ء میں اور اس کے بعد بھی پاکستان کے لئے جانی و مالی قربانیاں دی ہیں۔ یہ ہمارا اسی طرح وطن ہے جس طرح دوسرے محبِ وطن شہریوں کا وطن ہے۔ ہم یہیں رہیں گے اور یہیں مریں گے۔ ہم اپنے وطن عزیز پاکستان کی خدمت کریں گے۔ اور انشاء اللہ اسے جنت کا نمونہ بنائیں گے۔ اور ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ہماری ان خواہشات اور تمناؤں کو اپنے فضل سے پورا کرے گا۔

تیسری بات یہ ہے کہ قرآنی تعلیم کی رُو سے ہم کسی کے دشمن نہیں ہیں اور اگر کوئی اپنے آپ کو ہمارا دشمن تصور کرتا ہے تو وہ غلطی خوردہ ہے۔ ہم کسی کے دشمن ہو کیسے سکتے ہیں جبکہ خدا نے ہمیں اسلام اور حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بنی نوع انسان کے دل جیتنے کی غرض سے پیدا کیا ہے۔ اس لئے نہ صرف یہ کہ ہم کسی کے دشمن نہیں ہیں بلکہ سب کے دل سے خیر خواہ ہیں۔ اور انشاء اللہ العزیز یہ ہم محبت و پیار [illegible] اور بے لوث خدمت کے ذریعہ خدا اور اس کے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے تمام بنی نوع انسان کے دل جیت کر رہیں گے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ چونکہ ہم کسی کے دشمن نہیں بلکہ سب کے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں۔ اس لئے ہمیں اُن کے لئے دعائیں کرنی چاہئیں کہ خدا تعالیٰ ان کی رہنمائی فرمائے اور انہیں بھی اپنی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق دے۔ ہر احمدی کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنی دعاؤں کے حلقہ کو وسیع سے وسیع تر کرتا چلا جائے اور تمام بنی نوع انسان کی دینی و دنیوی فلاح اور سلامتی روحی اور سلامتی کے لئے دعاؤں کو اپنا معمول بنائے۔

پانچویں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنی معرفت عطا کی ہے۔ ہم نے دوسروں کے دکھ دور کرنے کے لئے اپنی طاقت اور استطاعت کو نہیں دیکھنا بلکہ مقدور بھر کوشش کے بعد اپنے ہمہ قدرت اور ہمہ طاقت خدا کے حضور کمال عاجزی سے جھکتے ہوئے اُس کی جناب میں یہ عرض کرتے چلے جانا ہے کہ ہم کمزور ہیں، ذرہ ناچیز ہیں، ہم اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق ہی دوسروں کے دکھ دور کرنے کی کوشش کر سکتے ہیں۔ لیکن تجھے ہر قدرت اور طاقت حاصل ہے تو ہماری حقیر کوششوں میں برکت ڈال۔ (باقی دیکھئے صفحہ ۱۱ پر)

○

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رسل

کلام سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے

ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور اُٹھو دیکھو سنایا ہم نے

مصطفےٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت
اُس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے

اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں
لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے

ہم ہوئے خیر اُمم تجھ سے ہی اے خیر رسل
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۲۵ تا ۲۲۶)

ملک صلاح الدین [illegible] پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر :- صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲۵ ر وفا ۱۳۵۳ ہش

غلط فہمی سے وسوسہ اندازی تک!

جماعتِ اسلامی کے اخبار "دعوت" دہلی کے لئے یہ بات نہایت درجہ برہمی کا باعث بنی ہے کہ پاکستان میں حالیہ فسادات میں عالمی پریس نے پاکستان میں ہو رہے احمدیوں پر مظالم کے خلاف اس طور پر آواز کیوں بلند کی کہ نام کے ان مسلمانوں کی اسلامیت کھُل کر سامنے آ گئی۔ آیتِ قرآنی فَلَنْ اَکُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ (القصص آیت ۱۸) میں مذکور صحیح مومنانہ طریق اختیار کرنے کی بجائے معاصر نے اُلٹا عالمی پریس کو کوسنا شروع کر دیا ہے۔ اور مظلوم کی حمایت کو غلط فہمی پیدا کرنے کی کھُلی کوشش قرار دیتے ہوئے لکھا ہے :-

"پچھلے دنوں پاکستان میں، قادیانیوں کے خلاف مسلمانوں کے ایجی ٹیشن کو عالمی نیوز ایجنسیوں نے جس رنگ میں پیش کیا ہے اسے غلط فہمی پیدا کرنے کی ایک کھُلی کوشش کے سوا اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

(دعوت دہلی ۱۶ ر جولائی ۷۴ء صلا)

نہ صرف یہ بلکہ معاصر نے پاکستانی درندوں کی سیاہ کاریوں کی دُور از کار توجیہات نکالتے ہوئے زبردست وکالت بھی کی ہے۔ چنانچہ اُوپر کی عبارت کے معاً بعد لکھا ہے :-

"ہمارے ملک کے بعض اخبارات بھی اس کی آڑ میں یہی تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ اسلام اور مُسلمان کسی دُوسری تہذیبی اکائی کو برداشت نہیں کر سکتے۔" (ایضاً)

مانا کہ یہ تاثر اسلام کی بنیادی تعلیمات اور اسلام کے حقیقی علمبرداروں کے عملی نمونہ کے منافی ہے۔ لیکن اس کا کیا جواب ہے کہ فی الوقت اسلامیت کے بلند دعاوی کے باوجود مسلمانوں کے عمل و کردار سے بیرونی دُنیا اس سے مختلف کچھ بھی تاثر لئے بغیر نہیں رہ سکتی۔ اس واضح حقیقت سے بھلا کون انکار کر سکتا ہے کہ اس وقت کے "مُسلمانوں" میں اُس تحمّل اور برداشت کی کوئی صُورت کہیں دکھائی نہیں دیتی جسے مقدّس بانیٔ اسلام (فداہُ ابی و اُمّی) نے اپنے عملی نمونہ کے ذریعہ پیش کیا۔ آج نہ صرف یہ کہ ان لوگوں کو اپنے سے اختلاف کرنے والوں کی بات سُننا برداشت ہی نہیں بلکہ اپنی عددی کثرت کے بل بوتے پر ان لوگوں کو متشددانہ کارروائیوں کے ساتھ ختم کر دینے پر تُلے ہوئے ہیں۔ اس کی واضح مثال ــــ جس نے عالمی پریس کو ایسا تاثر لینے پر مجبُور کیا ہے ــــ حالیہ اینٹی احمدیہ فسادات میں وحشت و بربریت کا وہ بھیانک مظاہرہ ہے جس میں احمدیوں کے قتل و نہب کے بعد اُن کا اقتصادی اور سماجی بائیکاٹ کر دینے کا غیر انسانی بلکہ غیر اسلامی منصُوبہ نہایت درجہ مکروہ شکل میں پاکستان کے طول و عرض میں دیکھا گیا اور دیکھا جا رہا ہے ـــ!! گستاخی معاف! یہ وہ رُسوائے عالم منصُوبہ ہے جو دعوت دہلی ۲۸-۵-۷۴ء کی روایت کے مطابق رابطہ عالم اسلامی کی مکّہ کانفرنس منعقدہ اپریل ۷۴ء کی قرارداد سے شروع ہوا۔ اور پاکستان میں بھیانک طور پر اسے عملی جامہ پہنایا گیا۔ آپ ہزار بار منطقی توجیہات کے ذریعہ اس پر پردہ ڈالنے اور اس کو حق بجانب قرار دینے کی کوشش کریں۔ دُنیا ایسی بھولی بھالی نہیں جو ان واضح حقیقتوں کو سمجھ نہ سکے یا ان مظالم کی سنگینی سے آپ کی طرح آنکھیں بند کر لے۔ آپ لوگ سمجھتے ہیں کہ احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کر کے اسلام کی بڑی خدمت کر رہے ہیں۔ یہ خدمت نہیں بلکہ اسلام کو بدنام کرنے کا مکروہ منصوبہ ہے اور آپ نہ تو اس کی پاداش سے بچ سکتے ہیں جو قدرتِ حق نے ظالموں کے لئے مقرر کر رکھی ہے۔ اور نہ ہی اُن نام کے مسلمانوں کی سیاہ کاریاں چھپائے چھپ سکتی ہیں ـــ!! پس مذکورہ تاثر لینے کے بارہ میں ہندوستانی اخبارات یا عالمی پریس کی غلطی نکالنے سے پہلے اپنے نفسوں کو ملامت کیجئے اور آیتِ قرآنی فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْا اَنْفُسَكُمْ کا وِرد کیجئے، شاید کئے گئے گناہوں کا کچھ کفارہ ہو سکے ـــ!!

اخبار دعوت کا مقالہ نویس دُوسروں کی غلطیاں نکالنے میں تو بڑا شاطر ہے۔ لیکن اُسے اپنی اُس واضح غلط بیانی پر بھی غور کر لینا چاہیئے جو ربوہ کا ابتدائی واقعہ بیان کرتے ہوئے اس مضمون میں بایں الفاظ کر چکا ہے :-

"اگرچہ اس ہنگامے کی ابتداء قادیانیوں نے کی تھی ربوہ اسٹیشن پر ٹُور پر نکلے ہوئے مُسلمان طلباء کی ٹرین روک کر چند کو شہید کر دیا گیا کچھ طلباء کی ناک کان زبان اور آلہ تناسل کو کاٹ کر مُثلہ کیا گیا!" (ایضاً)

کیا اس سے بڑھ کر کوئی [illegible] بیانی ہوگی؟ ربوہ کے واقعہ پر ایک ماہ بیت چکا، تمام واقعات اپنی پُوری تفصیلات کے ساتھ [illegible] پر آ چکے، حتیٰ کہ وہ بے بُنیاد افواہیں جو خاص ٹیکنیک کے تحت فوری طور پر پھیلائی گئی تھیں اُن [illegible] تردید بھی ہو چکی۔ یہ تردید کسی ایرے غیرے کی طرف سے نہیں بلکہ خود حکومت [illegible] پاکستان کی طرف [illegible] وقت علماء حضرات کی خوشنودی کے درپے رہتی ہے پاکستانی ریڈیو کے ذریعہ [illegible] اور خود [illegible] پرنسپل [illegible] کی طرف سے بھی یہ اعلان کیا گیا کہ اعضاء وغیرہ کاٹے جانے کا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ اس واضح تردید [illegible] بیانی کہ دھندورہ پیٹتے چلے جانا "صحافتی پروپیگنڈا" تو کہلا سکتا ہے۔ طریق [illegible] پسند طبائع ایسی غلط بیانی سے نفرت کرتی اور ان سے دُور بھاگتی ہیں۔ دیگر اعضاء کے کاٹے جانے کی افواہ تو اُس وقت سُنی گئی تھی جس کی تردید بھی ہو گئی۔ مگر "آلۂ تناسل" کو کاٹ دینے کی گرہ دعوت کے مقالہ نویس نے ہی لگائی ہے جو قابلِ داد ہے ـــ!!

مقالہ نگار کی اس ضمناً غلط بیانی کو طشت ازبام کرنے کے بعد اب ہم اُس کے اُس وسوسہ اندازی کے تار و پود کھولنا چاہتے ہیں جس کے جالے بُن بُن کر سادہ لوح مُسلمانوں کو نہ صرف احمدیوں سے بدظن کیا جاتا ہے بلکہ اسلام کے نام پر غلط اُصول وضع کر کے انہیں بھڑکایا اور غیر اسلامی حرکات پر آمادہ بھی کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اسی ٹیکنیک کو کام میں لاتے ہوئے مقالہ نویس لکھتا ہے :-

"اب رہا قادیانی حضرات کو ایک الگ تہذیبی اقلیت قرار دینے کا مسئلہ تو اس مطالبہ کی آڑ میں بھی عالمی پریس اس غلط فہمی کو پھیلانے کی کوشش میں لگا ہُوا ہے کہ یہ بھی مُسلمانوں کی تنگ نظری اور رجعت پسندی کا ثبوت ہے۔ اور بعض اصحاب جرائد تو یہاں تک تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ جب یہ مُسلمان اپنے ہی فرقہ کو برداشت کرنے کو تیار نہیں تو دُوسروں کو کیا برداشت کریں گے حالانکہ یہ ایک اُصولی معاملہ ہے۔ اس کا تعلق برداشت یا عدمِ برداشت سے نہیں ہے مُسلمان سرورِ عالم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کو آخری نبی مانتے ہیں۔ ایسی حالت میں اگر کوئی گروہ آپ کے بعد کسی اور نبی پر ایمان لاتا ہے تو وہ خود ایک الگ اُمّت بن جاتا ہے ...... اس طرح قادیانی حضرات آنحضرتؐ اور قُرآن پر ایمان کے دعوٰے کے باوجود جب ایک اور نئے نبی پر ایمان لے آئے ہیں تو اُنہیں اُمّتِ مُسلمہ کا جزو کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ اس میں نہ کسی تنگ نظری کی کوئی بات ہے اور نہ عدمِ رواداری کی۔ یہ تو ایک اصُولی چیز ہے۔"

(دعوت دہلی ۱۶ ر جولائی ۷۴ء صلا)

اس لمبی عبارت میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں۔ **اوّل** عالمی پریس پر غلط فہمی پھیلانے کا الزام ـــ **دوم** جماعتِ احمدیہ کے الگ اُمّت ہونے کی منطق ـــ پہلی بات کا تجزیہ تفصیلاً اُوپر گزر چکا ہے۔ اعادہ کی ضرورت نہیں۔ جہاں تک احمدیہ جماعت کو مسلمانوں سے الگ اُمّت قرار دیئے جانے کی منطق کا سوال ہے، یہ واضح قسم کی دھوکہ دہی اور وسوسہ اندازی ہے۔ اسی وسوسہ اندازی کو استعمال میں لانے کے لئے اس جگہ جس **اُصولی معاملہ** یا **اُصولی چیز** کو بنیاد بنایا گیا ہے یہی بنیاد محلِّ نظر ہے۔ یعنی مبیّنہ اصولی معاملہ یا اصولی بات کی کوئی سند نہیں ہے۔ بایں ہمہ اس وقت ہم زیادہ تفصیلی بحث میں نہیں پڑنا چاہتے۔ جو بات کہی گئی ہے اس سلسلہ میں پہلے نمبر پر اسی قدر جان لینا کافی ہے کہ خُود سُنّی حضرات بھی آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد حضرت مسیح ابنِ مریم کے آنے کے قائل ہیں۔ یہ بات اُن کے بنیادی عقائد میں شامل ہے۔ اس صُورت میں یہی سوال اُن پر بھی وارد ہوتا ہے کہ مسیح ابنِ مریمؑ کے نزول کے وقت جو لوگ اُن کی اتباع کریں گے، کیا وہ بھی علماء کے نزدیک اُمّتِ مُسلمہ سے الگ قرار دیئے جائیں گے؟ ظاہر ہے کہ ہر خردمند سُنّی عالم یہی فتویٰ دے گا کہ نہیں، وہ بھی اُسی طرح اُمّتِ مُسلمہ کے افراد ہوں گے جس طرح دیگر مسلمان۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ جب حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کے دعویٰ کی بنیاد بھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی پیشگوئی پر ہے۔ اور ان کا بھی یہی کہنا ہے کہ مَیں حضورؐ کی اُس پیشگوئی کے مطابق اُمّتِ محمدیّہ ہی کا فرد ہوتے ہوئے آپؐ ہی سے حصُولِ فیض کر کے اس منصب پر فائز کیا گیا ہوں۔ اور حضورؐ کا اُمّتی ہوں۔ ایسی صورت میں نہ تو بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو اور نہ آپؑ کی جماعت کے کسی فرد کو اُمّتِ مُسلمہ سے الگ کیا جا سکتا ہے۔ علماء کے فتوؤں کی کوئی قدر و قیمت نہیں۔ وہ خود ایک دُوسرے کو کافر بنا چکے ہیں۔ کونسا فرقہ ہے جس پر دُوسرے فرقہ کی طرف سے فتویٰ کُفر نہ لگ چکا ہو۔ پس ان کے فتوؤں کے نتیجہ میں احمدیہ جماعت کو اُمّتِ مُسلمہ سے خارج قرار دینا کوئی بڑی بات نہیں!!

دُوسرے نمبر پر یہ بات بھی خاص طور پر ملحوظ رکھی جانے کے قابل ہے کہ دعوت کے اس مقالہ میں جن انبیاءِ سابقین کی مثالیں دے کر اُن کے متبعین کے بارہ میں یہ کہا گیا ہے کہ اُس نبی پر ایمان لانے کی وجہ سے وہ الگ اُمّت بن گئے۔ اُن میں سے کوئی نبی بھی ایسا نہیں گزرا جس نے اپنے سے قبل کسی دُوسرے نبی کا اپنے آپ کو اُمّتی کہا ہو۔ یہ دعویٰ صرف اور صرف حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ہے۔ یہ بات بڑی ہی وزن دار ہے کہ جب اس زمانے کا مدّعیٔ نبوت خُود اس بات کا اقراری ہے۔ کہ مَیں نبیٔ اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ادنیٰ خادم اور آپؐ کا اُمّتی ہوں۔ نہ صرف یہ بلکہ یہاں تک کہا کہ حضرت خاتم الانبیاء کا اُمّتی ہونے ہی کے سبب مجھے وہ کچھ ملا جس کا مَیں نے دعوٰے کیا تو ایسے واضح اظہارات کے بعد یہ کہتے چلے جانا کہ مطلق دعوئے نبوت کے ساتھ الگ اُمّت کی بُنیاد پڑ گئی، علماء کی وسوسہ اندازی اور دھوکہ دہی کے سوا اور کچھ نہیں۔

اب ہم اپنی بات کو زیادہ واضح کرنے اور باثبوت بنانے کے لئے حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریرات کے چند حوالے ذیل میں درج کرتے ہیں اور ہر سعید الفطرت سے درخواست کرتے ہیں کہ دل میں خوفِ خدا رکھ کر اُن پر غور کرے۔ اور دیکھے کہ علماء کی وسوسہ اندازی کس طرح بات کا بتنگڑ بنا دیتی ہے۔ اور تفسیر القول بما لا یرضی بہ قائلہٗ کا مصداق ٹھہرتی ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں :-

(۱) "اگر مَیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی **اُمّت** نہ ہوتا اور آپؐ کی **پیروی** نہ کرتا تو اگر دُنیا کے تمام پہاڑوں کے برابر میرے اعمال ہوتے تو پھر بھی مَیں کبھی یہ شرف مکالمہ مخاطبہ ہرگز نہ پاتا کیونکہ اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں۔"

(آگے دیکھئے ص۱۳ پر)

پوری شدت سے جو آگ بھڑکائی گئی ہے وہ ناکام ہوگی۔ ساری دُنیا کی طاقتیں بھی ملکر غلبۂ اسلام کے خُدائی منصوبہ کو ناکام نہیں بنا سکتیں!

گذشتہ خطبۂ جمعہ میں مَیں نے نصیحت کی تھی کہ صبر اور دُعا کے ساتھ اپنی زندگی کے لمحات گزارو

اہلِ ربوہ میں سے چند ایک نے اس پر عمل نہیں کیا اور وہ مخالفوں کی سوچی سمجھی سکیم کو کامیاب بنانے میں حصّہ دار بن گئے

مَیں انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ دس ہزار مرتبہ استغفار اور توبہ کریں اور خُدا کے حضور عاجزانہ جھکیں!

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۳۱ ہجرت ۱۳۵۳ ہش مطابق ۳۱ مئی ۱۹۷۴ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے یہ آیاتِ کریمہ تلاوت فرمائیں:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ ...... وَأَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ. وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَنْ يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ. (سورہ محمدؐ)

پھر فرمایا:-

اُمّتِ مُسلمہ کو ان آیات میں ان بنیادی صداقتوں سے متعارف کرایا گیا ہے۔ ایک تو یہ کہ اگر اُمّتِ مُسلمہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت سے عملاً باہر نکلنے کی کوشش کرے تو اُن کے اعمال کا موعود نتیجہ نہیں نکلے گا اور اُن کے

اعمال باطل ہوجائیں گے

اور دُوسرے یہ کہ دُنیا جتنا چاہے زور لگالے وہ اُمّتِ مُسلمہ پر، اگر وہ اُمّت اسلام پر حقیقی معنیٰ میں قائم ہو کبھی غالب نہیں آسکتی۔ علوّ اور غلبہ اُمّتِ مسلمہ کے ہی مقدر میں ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے، فرمایا وَاللّٰہُ مَعَکُمْ کہ ان کا ایک حقیقی تعلق اللہ تعالےٰ سے ہوتا ہے۔ اور جس کا حقیقی عاشقانہ اور عاجزانہ تعلق اللہ تعالےٰ سے ہو، اُس کے نیک اعمال، وہ اعمال جن کے اچھے نتیجے نکلتے ہیں۔ جن اعمال کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا پہلے سے زیادہ حاصل ہوتی رہتی ہے۔ اُن اعمال میں کمی نہیں آتی۔ بلکہ اضافہ ہوتا رہتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی صفات کا ہر دُوسرا جلوہ

پہلے سے بڑھ کر حسین، پہلے سے زیادہ عظیم اُن کے سامنے ظاہر ہوتا ہے۔ پس ہمارے مقام کی پہلی شرط یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی جائے اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کی جائے۔ ہمیں سختی سے اس بات کی تاکید کی گئی تھی کہ گالیوں کا جواب دُعاؤں سے دینا۔ اور جب کسی کی طرف سے دُکھ دیا جائے تو اس کا جواب اس رنگ میں ہو کہ اُس کے لئے سُکھ کا سامان پیدا کیا جائے۔ اسی لئے پچھلے جمعہ کے موقعہ پر بھی میں نے ایک رنگ میں جماعت کو، خصوصاً جماعت کے نوجوانوں کو یہ نصیحت کی تھی کہ

یہ تمہارا مقام ہے

[illegible] کے لئے دُکھ کا باعث نہ ہو اور دنگا فساد میں شامل نہ ہو۔ اور جو [illegible] نے تمہیں دیا ہے وہ تمہارے [illegible] تسکین کا بھی باعث ہے، ترقیات کا بھی باعث ہے۔ وہ ہے صبر اور دُعا کے ساتھ اپنی زندگی کے لمحات گذارنا۔ صبر اور دُعا کے ساتھ اپنی زندگی کے لمحات گذارو۔ مگر اہلِ ربوہ میں سے چند ایک نے اس نصیحت کو غور سے سُنا نہیں۔ اور اس پر عمل نہیں کیا۔ اور جو فساد کے حالات جان بُوجھ کر اور جیسا کہ قرائن بتاتے ہیں بڑی سوچی سمجھی سکیم اور منصوبہ کے ماتحت بنائے گئے تھے؛ اس کو سمجھے بغیر جوش میں آکر وہ فساد کی کیفیت جس کے پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تھی مخالفت کی اس تدبیر کو کامیاب بنانے میں حصّہ دار بن گئے اور فساد کا موجب ہوئے۔

۲۹ مئی کو اسٹیشن پر یہ واقعہ ہُوا۔ اس وقت اُس واقعہ کی دو شکلیں دُنیا کے سامنے آتی ہیں۔ ایک وہ جو

انتہائی غلط اور باطل شکل

ہے۔ مثلاً ایک روزنامہ نے لکھا کہ پانچ ہزار نے حملہ کر دیا۔ مثلاً یہ کہ (احمدیوں کی طرف سے۔ ناقل) سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت ایسا کیا گیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ بالکل غلط ہے

اس میں شک نہیں۔ لیکن دوسری شکل یہ ہے کہ کچھ آدمیوں نے بہرحال اپنے مقام سے گر کر اور خدا اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کو چھوڑتے ہوئے فساد کا جو منصوبہ دشمنوں کی طرف سے بنایا گیا تھا اُسے کامیاب کرنے میں شامل ہو گئے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اور چونکہ ایسا ہُوا اور اگر دُشمن کو آپ کے دس آدمی ایک ہزار نظر آتے ہیں تو اس سے آپ کی برأت نہیں ہوتی۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ لیکن آپ کی برأت اس سے نہیں ہوتی۔ جتنے بھی اس جھگڑے میں شامل ہوئے

انہوں نے غلطی کی

اور سوائے نفرت اور مذمّت کے اظہار کے اُن کے اس فعل کے خلاف ہم کچھ کر نہیں سکتے، نہ امام جماعتِ احمدیہ اور نہ جماعتِ احمدیہ۔ اس لئے انہوں نے تو غلطی کی اور چونکہ وہ دشمن کی سوچی سمجھی تدبیر تھی اور ایک نہایت بھیانک منصوبہ ملک کو خراب اور تباہ کرنے کے لئے بنایا گیا تھا اب اس میں آپ کا ایک حصّہ شامل ہو گیا۔ اور اب ملک کے ایک حصّہ میں آگ لگی ہوئی ہے۔ اور اس آگ کو اس رنگ میں ہوا دی جا رہی ہے کہ یہ شدّت اختیار کرے گی۔ یہ آگ جہاں لگی ہے وہاں ۱۹۵۳ء کی آگ سے زیادہ شدید طور پر لگی ہوئی ہے۔ اُس وقت حکومتِ وقت

زیادہ تدبّر اور زیادہ انصاف

سے کام لے رہی تھی۔ اِس وقت جو رپورٹیں آ رہی ہیں اگر وہ درست ہیں تو اُن سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حکومتِ وقت نہ تدبّر سے کام لے رہی ہے اور نہ انصاف سے کام لے رہی ہے۔ بہرحال یہ تو تحقیق کے بعد ہی پتہ لگے گا۔ لیکن اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ جن حصّوں میں آگ لگی ہے وہاں ۱۹۵۳ء سے زیادہ شدّت کے ساتھ اِس فساد کے شعلے بھڑک رہے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں بعض احمدیوں کے دِلوں میں گھبراہٹ بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ مَیں حقیقت بیان کرنے کے لئے یہ کہتا ہوں ورنہ میرا یہ کام نہیں تھا کہ مَیں یہ بتاؤں کہ ان کو کیا کرنا چاہیئے۔ جو بر سرِ اقتدار ہیں ان کو اپنا مفاد خود سمجھنا چاہیئے۔ اگر نہیں سمجھیں گے تو دُنیا میں حکومتیں آتی بھی ہیں اور جاتی بھی ہیں۔ میری اس سے کوئی غرض نہیں۔ میں تو مذہبی آدمی ہوں۔

نصیحت کرنا میرا کام ہے

اُن کو بھی ایک رنگ میں نصیحت کر دی، سمجھنا نہ سمجھنا ان کا کام ہے۔ لیکن اصل چیز مَیں آپ کے سامنے اوّل یہ لانا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے بھی غلطی کی، غلطی کی ہے۔ اور ہمیں اِس چیز کو تسلیم کرنا چاہیئے۔ دوسرے یہ کہ صرف اُنہوں نے غلطی نہیں کی بلکہ انہوں نے اپنی نا سمجھی کے نتیجہ میں دُشمن کے ایک سوچے سمجھے منصوبہ میں شمولیت کی اور جماعت کے لئے بھی پریشانی کے سامان پیدا کرنے کے موجب بنے، اور مُلک کے لئے بھی کمزوری کا سامان پیدا کرنے کا موجب بنے۔ مَیں سمجھتا ہوں اور مَیں اُنہیں یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کم از کم

دس ہزار مرتبہ استغفار کریں

اور توبہ کریں اور اللہ تعالےٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگیں۔ جو بھی اس معاملہ میں شامل ہوئے ہیں مجھے اُن کا علم نہیں لیکن جو بھی شامل ہوئے ہیں وہ کم از کم دس ہزار مرتبہ استغفار کریں اور خدا تعالےٰ کے حضور عاجزانہ جھکیں اور اپنی بھلائی کے لئے اور خود کو اللہ تعالےٰ کی ناراضگی سے بچانے کے لئے دس ہزار مرتبہ اُس سے معافی مانگیں اور اس کے حضور عاجزانہ جھکے رہیں۔ جب تک اللہ تعالیٰ اُنہیں معاف نہ کر دے۔

دُوسری بات مَیں جماعت کے مخلص، سمجھدار، فدائی حِصّہ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ آگ تو بڑی شدت سے بھڑکائی گئی ہے لیکن یہ آگ ناکام ہوگی۔

اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ

ناکامی اس معنیٰ میں نہیں کہ کسی احمدی کو بھی مختلف قسم کی قربانیاں نہیں دینی پڑیں گی۔ وہ تو دینی پڑیں گی۔ جب تک جماعتِ احمدیہ کے احباب وہ اور اُس قسم کی تمام قربانیاں خُدا کے حضور پیش نہیں کرتے جو قربانیاں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے خدا کے حضور پیش کی تھیں اُس وقت تک وہ اُن انعامات کو بھی حاصل نہیں کر سکتے جو صحابہؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ربِّ کریم سے حاصل کئے تھے۔ لیکن دُنیا کے کسی دماغ میں اگر یہ بات آئے کہ

ساری دُنیا کی طاقتیں

مل کر بھی اللہ تعالیٰ کی غلبۂ اِسلام کی اِس تدبیر اور اللہ تعالےٰ کے غلبۂ اسلام کے اِس منصوبہ کو ناکام بنا سکتی ہیں جس غرض کے لئے کہ جماعتِ احمدیہ قائم کی گئی تھی تو ہمارے نزدیک وہ رُوحانیت سے دُور ہونے کی وجہ سے ناسمجھی کے خیالات رکھنے والا ہے۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ خدا تعالےٰ کا یہ منصوبہ ناکام ہو جائے۔

قرآنِ کریم نے جس کے متعلق

ہمارا ایمان ہے اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے

کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور جس کے اندر کوئی دُوسری چیز شامل نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی تھی۔ اور شیطانی دخل سے اُسے خدا تعالیٰ نے محفوظ کر رکھا ہے، یہ ہمارا عقیدہ ہے، اور ہمارا یہ عقیدہ صرف نظریاتی عقیدہ نہیں بلکہ ہماری زندگیوں نے اِس صداقت کو سینکڑوں بار مشاہدہ کیا ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام بہرحال کلام اللہ ہے اور غیر اللہ کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ ہم علیٰ وجہ البصیرت اپنی زبان سے بھی، اپنے عمل سے بھی، اپنے جذبات سے بھی، ہم اپنی رُوح کے ہر پہلو سے دُنیا میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ اس خُدا کے کلام میں غیر اللہ کو کوئی دخل نہیں ہے۔ اور یہ کلام ہم میں سے ہر ایک کے کان میں بڑے پیار کے ساتھ یہ کہہ رہا ہے

> "تمہیں حکم یہ ہے کہ صبر اور دُعا کے ساتھ اِن آفات کا، اِن تکالیف کا دُشمن کے اِن منصوبوں کا مقابلہ کرو۔ گالی کا جواب گالی سے دیکر نہیں، پتّھر کے مقابلہ میں پتّھر پھینک کر نہیں، بلکہ پتّھر کھاؤ اور صَبْر کرو۔ اور دُعا کرو، اپنے لئے بھی اور اُن کے لئے بھی جو پتّھراؤ کرتے ہیں — یہ مقام ہے ایک احمدی کا — اِس مقام کو نہ چھوڑیں!"

اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ

آخر کار تم ہی غالب رہو گے۔ جو خدا تعالےٰ سے دُور ہونے والے ہیں، جو خدا تعالیٰ کی معرفت نہیں رکھتے، جو غلط فہمیوں میں مبتلا ہیں وہ ناسمجھیوں کے نتیجہ میں غلط اعلانات کرتے ہیں۔ اُن کی باتیں باطل ہیں اور وہ مِٹ جائیں گی۔ آج جو ہمارا دشمن ہے وہ یہ حقیقت یاد رکھے کہ کل وہ ہمارا دوست ہوگا۔ وہ اپنے کئے پر پچھتا رہا ہوگا۔ وہ ہم سے مصافحہ کرنے میں فخر محسوس کر رہا ہوگا کہ یہ وہ قوم ہے جس کو پہچانا نہیں گیا، یہ وہ جماعت ہے جس کو دھتکارا گیا اور کمزور سمجھا گیا اور دُکھ دینے کی کوششیں کی گئیں۔ اور ایذا پہنچائی گئی۔ اور اللہ تعالےٰ کے فعل نے یہ ثابت کر دیا کہ یہی جماعت صداقت پر قائم ایک جماعت ہے۔

خُدا تمہیں کہتا ہے اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کہ بحیثیتِ جماعت

غالب تم نے ہی آنا ہے

اگر کسی جماعت کو یہ یقین ہو، اگر کسی جماعت کا یہ پُختہ عقیدہ ہو کہ خدا تعالیٰ نے آسمانوں پر یہ فیصلہ کیا ہے کہ غالب انہوں نے ہی آنا ہے اگر وہ شرائطِ ایمان اور شرائطِ اسلام پُوری کرنے والے ہوں، پھر اُن کو کیا ڈر اور اُن کو خُدا تعالےٰ کے حضور قربانیاں دینے میں کیا جِھجک؟ افراد تو قُربانیاں دیا ہی کرتے ہیں۔ ابتدائے اسلام میں بہتوں نے ایسی قربانیاں دیں۔ جب ابھی یہ جھگڑے اور لڑائیاں مخالفین اِسلام کی طرف سے شروع نہیں کی گئی تھیں مکّی زندگی میں جو ظاہری حالات کے لحاظ سے کمزور زندگی تھی (ورنہ مومن کی روحانی زندگی تو کمزور نہیں ہوتی کیونکہ ساری شیطانی طاقتوں کا وہ مقابلہ کر رہی ہوتی ہے۔) بہرحال ظاہری لحاظ سے وہ کمزور تھے۔ حالت یہ تھی ان کی کہ ہماری بزرگ مستورات میں سے بعض کو ننگا کر کے اُن کی شرمگاہوں میں نیزے مار کر ان کو ہلاک کر دیا گیا۔ اور اس وقت کے مسلمانوں میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ وہ اپنی خاتون کی عزت کی حفاظت کر سکتے۔ اور خدا نے کہا تھا کہ ہماری اس مخلصہ کی

جان کی حفاظت کی ذمّہ داری

تم پر اتنی نہیں جتنی تم پر اس بات کی ذمّہ داری ہے کہ تم ہمارا حکم سُنو اور بجا لاؤ۔ اور تمہیں حکم یہ ہے کہ صبر اور دُعا کے ساتھ اِن آفات کا، اِن تکالیف کا، دشمن کے اِن منصوبوں کا مقابلہ کرو۔ گالی کا جواب گالی سے دے کر نہیں، پتھر کے مقابلہ میں پتھر پھینک کر نہیں بلکہ پتّھر کھاؤ اور صبر کرو۔ اور دُعا کرو۔ اپنے لئے بھی اور اُن کے لئے بھی جو پتھراؤ کرتے ہیں

یہ مقام ہے ایک احمدی کا

اس مقام کو نہ چھوڑیں اور یہ نہ بھولیں کہ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ کا وعدہ اسی صُورت میں پورا ہو سکتا ہے جب اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسُولؐ کے مقام سے آپ کا قدم اِدھر اُدھر نہ ہو جائے۔ اور خدا تعالےٰ نے پھر عجیب وعدہ دیا ہے کہ اگر تم اطاعتِ خدا اور اطاعتِ رسُولؐ پر مضبوطی کے ساتھ اور ثباتِ قدم کے ساتھ ٹھہرے ہوئے ہو گے اور اللہ تعالیٰ کے دامن کو انتہائی پختگی کے ساتھ اور انتہائی عشق اور محبت کے ساتھ تم نے تھاما ہوا ہوگا تو نہ صرف یہ کہ تم اعلیٰ ہو گے بلکہ تمہیں اللہ تعالیٰ پہلے سے زیادہ

حَسِین اور مقبول اعمال

کی توفیق دیتا چلا جائے گا۔ وَلَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ۔ ان کے اندر کوئی کمی واقع نہیں ہوگی۔ بلکہ اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ انعام کی عطا کہیں ٹھہرے گی نہیں۔ حصولِ انعام کی کوئی آخری منزل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے مَیں اُس قوم پر انعام پر انعام کرتا چلا جاؤں گا جس کے افراد انتہائی قربانیاں دے کر میری محبت اور پیار اور نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کا سکّہ دُنیا میں بٹھانے والے ہوں گے۔

غصّہ تم ان لوگوں پر کرتے ہو جن کی اولادیں تمہارے

کندھے سے کندھا ملا کر

اسلام کی راہ میں قربانیاں دینے والی ہیں؟ کیسی نامعقول بات ہے، کس نے تم سے کہا؟ قرآنِ کریم کی کونسی آیت بتاتی ہے کہ مخالف کو اس کی زندگی میں ابدی لعنت کا طوق پہنا دیا جاتا ہے؟ قرآنِ کریم تو یہ کہتا ہے کہ جو اسلام کا مخالف ہے، اور جو صداقت کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے، اُس کو ہم ڈھیل پر ڈھیل دیتے جاتے ہیں۔ کبھی پکڑتے ہیں کبھی چھوڑتے ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ کے منصوبہ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح وہ سمجھیں اور اللہ تعالےٰ کے پیار کو حاصل کر لیں۔ آپ کی بھی یہی کوشش ہونی چاہیئے اگر آپ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔ پس دشمنوں کے لئے بھی دُعائیں کرو۔ اور اپنے لئے بھی دعائیں کرو۔ اور

صبر کا نمونہ دِکھاؤ

اور خدمت اور خیر خواہی کی ایسی مثال قائم کرو کہ جو آج اشدّ ترین دشمن ہے وہ بھی اِس خیر خواہی اور خدمت اور اس پیار کی تیز دھار سے گھائل ہو۔ اور پھر ہم سب مِل کر یہ کوشش کریں کہ جو آج غیر ہیں وہ بھی غیر نہ رہیں۔ اور ہم سب مل کر اسلام کی کچھ اِس طرح خدمت کریں کہ جلد تر ساری دُنیا پر اللہ تعالیٰ کے اس منصوبہ کے باعث اسلام غالب آئے اور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا ہر ملک میں بلند ہو اور آپؐ کی محبّت ہر دل کے اندر اُس دِل کی دھڑکن کے طور پر دھڑک رہی ہو۔ مادّی دل کی دھڑکن تو کوئی چیز نہیں ہے۔ جس دِل میں مادی دھڑکن سے زیادہ نمایاں اور زیادہ مؤثر طریقہ پر خدا اور اُس کے رسُولؐ کی

محبّت اور عشق کی دھڑکن

ہو وہ دِل ہے جس کے اُوپر یہ عالمین قربان کر دیئے جاتے ہیں۔ وہ دِل اپنے سینوں میں پیدا کرو۔ اور محبّت اور پیار کے ساتھ اُن لوگوں کے دِلوں کو جیتو جو اپنی ناسمجھی کی وجہ سے یہ سمجھتے ہیں کہ وہ آپ کے دشمن ہیں۔ تم نے یہ ثابت کرنا ہے کہ تم اُن کے دشمن نہیں ہو بلکہ تم ہی اُن کے خیر خواہ ہو، تم ہی اُن سے حقیقی پیار کرنے والے ہو۔ تم ہی ان کے دُکھوں کو دُور کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہو۔ تم نے اُن کے اُوپر اتنا احسان کرنا ہے کہ ان کو محمّد صلی اللہ علیہ وسلم کے احسان کی معرفت حاصل ہو جائے۔ وہ چوٹی بہت ہی بلند ہے جہاں تک محمّد صلے اللہ علیہ وسلم کا احسان پہنچا۔ لیکن خار دار جھاڑیاں بیچ میں ہیں وہ نظر نہیں آ رہیں۔ اُن خار دار جھاڑیوں کو تم نے محبّت اور پیار کے ساتھ صاف کرنا ہے۔ اور پھر اُس محبت اور پیار کے نتیجہ میں جو ایک نُورانی فضا پیدا ہو گی اس سے اُنہیں پتہ لگے گا کہ ہمارا محسنِ اعظم جو تھا (صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کا کیا مقام تھا اس کے لئے کوشش کرنی ہے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کے پیچھے پڑ کر

اپنے اوقات ضائع نہ کرو

اور خواہ وقتی طور پر ہی کیوں نہ ہو دوسروں کو ابتلاء میں نہ ڈالو۔ اور جو ایسے منصوبے ہیں جو غلبۂ اسلام کی راہ میں روڑے اٹکانے والے ہیں اُن منصوبوں میں خود کو شامل نہ کرو۔ تم اس کام کے لئے نہیں پیدا کئے گئے۔ دُعائیں کرو اور صبر سے کام لو اور ہمہ وقت

خدمت کیلئے تیّار رہو

اور جس شخص کو یہ وہم ہے کہ وہ آپ کا اشدّ ترین دُشمن ہے، اپنی پیاری خدمت کے ساتھ اُس کے اس وہم کو دُور کرنے کی کوشش کرو۔ تاکہ جو ہم چاہتے ہیں وہ ہمیں جلد تر مل جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

سیرتِ نبویؐ کا ایک ورق

شِعبِ اَبِی طَالِب میں

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی محصُوری

قریش کی طرف سے مکمّل بائیکاٹ۔ لرزہ خیز مصائب اور سختیاں!

منقول از کتاب "سیرتِ خاتم النبیّینؐ" حصہ اوّل مُصنّفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہُ

ان ایّام میں قُریش سخت پیچ و تاب کھا رہے تھے اور ہر شخص اسی سوچ میں پڑا ہوا تھا کہ آنحضرت صلعم کے لائے ہوئے دین کا کس طرح مقابلہ کیا جائے۔ اس اُدھیڑ بُن میں ایک دن رؤساءِ قریش میں سے ولید بن مغیرہ اور عاص بن وائل اور امیہ بن خلف آپس میں بات کر کے آنحضرت صلعم کے پاس آئے اور کہنے لگے "اے محمدؐ! یہ اختلاف تو بہت بڑھتا جاتا ہے اور ہمارا قومی شیرازہ بکھر رہا ہے۔ کیا کوئی باہم مصالحت کی تدبیر نہیں ہو سکتی؟" آپؐ نے دریافت فرمایا "وہ کیسے" انہوں نے جواب دیا کہ ہم اور تم اپنی عبادت کو مشترک کر لیتے ہیں۔ یعنی تم اپنے خدا کے ساتھ ہمارے بُتوں کو بھی پوج لیا کرو۔ اور ہم اپنے بُتوں کی عبادت میں تمہارے خُدا کو شریک کر لیا کریں گے۔ اس طرح مصالحت کے علاوہ یہ فائدہ بھی ہوگا کہ ہم میں سے جو فریق حق و راستی پر ہے اس کا فائدہ دوسرے کو بھی پہنچتا رہے گا۔ آنحضرت صلعم مُسکرائے اور فرمایا کہ ذرا غور تو کرو، یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ مَیں اپنے خدا کو مانتے ہوئے تمہارے بُتوں کو کس طرح پُوج سکتا ہوں۔ اور تم بُت پرستی پر قائم رہتے ہوئے میرے خدا کی پرستش کو کس طرح کر سکتے ہو۔ یہ دونوں باتیں تو ایک دوسرے کے اس قدر مخالف و متضاد واقع ہوئی ہیں کہ کسی طرح ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔[1] چنانچہ انہی ایام میں قرآن شریف کی یہ آیات نازل ہوئیں کہ:-

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۙ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۙ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ۚ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۙ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ ؕ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝[2]

"یعنی اے کفّار کے گروہ جن بُتوں کو تم پُوجتے ہو مَیں انہیں قابلِ پرستش نہیں سمجھتا اور نہ تم اپنے بُتوں کو پُوجتے ہوئے میرے خدا کی پرستش کر سکتے ہو۔ پس یہ ناممکن ہے کہ مَیں کبھی تمہارے بُتوں کی پرستش کروں جس طرح یہ بھی ممکن نہیں کہ تم اپنے بُتوں پر ایمان لاتے ہوئے میرے وحدہٗ لاشریک خدا کے سامنے جُھکو۔ میرا دِین اَور ہے اور تمہارا دِین اَور ہے۔ اور یہ دونوں کبھی بھی ایک جگہ مِل نہیں سکتے"!

اِس جواب سے قریش نے سمجھ لیا کہ ان کے اس ہوائی قلعہ کے کوئی پاؤں نہیں ہیں۔

مسلمانوں کے خلاف قُریش کا معاہدہ اور مسلمانوں کا بائیکاٹ۔

قُریش کو ان کی اُوپر تلے کی ناکامی نے سخت مشتعل کر دیا تھا۔ سب سے اوّل ابوطالب کے معاملہ میں اُنہیں ذِلّت کا مُنہ دیکھنا پڑا۔ اور وہ بنو ہاشم کو مُسلمانوں سے جُدا نہ کر سکے۔ اس کے بعد انہوں نے مسلمانوں کو ہر طرح کے مصائب و آلام میں مبتلا کر کے دیکھ لیا کہ یہ چٹان اپنی جگہ سے ہلنے والی نہیں ہے۔ بعدہٗ حضرت حمزہؓ اور حضرت عُمرؓ کے اِسلام نے ان کی آنکھیں اس حقیقت کے دیکھنے کے لئے کھول دیں کہ شروع شروع میں مخالف رہنے کے بعد بھی اُن کے بڑے سے بڑے لوگ اسلام کی رَو میں بہہ جانے سے محفوظ نہیں ہیں۔ زاں بعد حبشہ کا وفد نجاشی کے دربار سے خائب و خاسر ہو کر لوٹا اور قُریش کو اس معاملہ میں سخت ذِلّت نصیب ہوئی۔ اور اب انہوں نے خود آنحضرت صلعم کے ساتھ سلسلہ جنبانی کر کے ایسی مُنہ کی کھائی کہ باید و شاید۔ اِن پے در پے ناکامیوں اور ذِلّتوں نے قُریش کے تن بدن میں آگ لگا دی تھی۔ چنانچہ اُنہوں نے ایک عملی اقدام کے طور پر باہم مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ آنحضرت صلعم اور تمام افراد بنو ہاشم اور بنو مطلب کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات قطع کر دیئے جائیں۔ اور اگر وہ آنحضرت صلعم کی حفاظت سے دست بردار نہ ہوں تو اُن کو ایک جگہ محصُور کر کے تباہ کر دیا جاوے۔ چنانچہ محرم ۷ نبوی[1] میں ایک باقاعدہ معاہدہ لکھا گیا کہ کوئی شخص خاندانِ بنو ہاشم اور بنو مطلب سے رشتہ نہیں کرے گا۔ اور نہ ان کے پاس کوئی چیز فروخت کرے گا۔ نہ اُن سے کچھ خریدے گا۔ اور نہ اُن کے پاس کوئی کھانے پینے کی چیز جانے دیگا۔ اور نہ اُن سے کسی قسم کا تعلق رکھے گا۔ جب تک کہ وہ محمد صلعم سے الگ ہو کر آپؐ کو اُن کے حوالہ نہ کر دیں۔[2] یہ معاہدہ جس میں قریش

[1] طبری۔ [2] سورۃ کافرون و سیرۃ ابن ہشام۔

[1] ابن سعد [2] ابن ہشام و ابن سعد و طبری۔

کے ساتھ قبائل بنو کنانہ بھی شامل تھے[۱] باقاعدہ لکھا گیا۔ اور تمام بڑے بڑے رؤساء کے اس پر دستخط ہوئے۔ اور پھر وہ ایک اہم قومی عہدنامہ کے طور پر کعبہ کی دیوار کے ساتھ آویزاں کر دیا گیا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم اور تمام بنو ہاشم اور بنو مطلب کیا مسلم اور کیا کافر (سوائے آنحضرت صلعم کے چچا ابولہب کے جس نے عداوت کے جوش میں قریش کا ساتھ دیا۔) **شعب ابی طالب** جو ایک پہاڑی درہ کی صورت میں تھا۔ محصور ہو گئے اور اس طرح گویا قریش کے دو بڑے قبیلے مکہ کی تمدنی زندگی سے عملاً بالکل منقطع ہو گئے اور شعب ابی طالب میں جو گویا بنو ہاشم کا خاندانی درہ تھا قیدیوں کی طرح نظر بند کر دیئے گئے[۲] چند گنتی کے دوسرے مسلمان جو اس وقت مکہ میں موجود تھے وہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔

جو جو مصائب اور سختیاں ان ایام میں ان محصورین کو اٹھانا پڑیں ان کا حال پڑھ کر بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے۔ صحابہ کا بیان ہے کہ بعض اوقات انہوں نے جانوروں کی طرح جنگلی درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کیا سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رات کے وقت ان کا پاؤں کسی ایسی چیز پر جا پڑا۔ جو تر اور نرم معلوم ہوتی تھی (غالباً کوئی کھجور کا ٹکڑا ہوگا) اس وقت ان کی بھوک کا یہ عالم تھا۔ کہ انہوں نے فوراً اسے اٹھا کر نگل لیا۔ اور وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے آج تک پتہ نہیں وہ کیا چیز تھی ایک دوسرے موقعہ پر بھوک کی وجہ سے ان کا یہ حال تھا کہ انہیں ایک سوکھا ہوا چمڑا زمین پر پڑا ہوا مل گیا، تو اسی کو انہوں نے پانی میں نرم اور صاف کیا اور پھر بھون کر کھایا۔ اور تین دن اسی غیبی ضیافت میں بسر کئے[۳] بچوں کا یہ حالت تھی کہ محلہ سے باہر ان کے رونے اور چلانے کی آواز جاتی تھی۔ جسے سن سن کر قریش خوش ہوتے[۴] لیکن مخالفین اسلام سب ایک سے نہ تھے۔ بعض یہ دردناک نظارے دیکھتے تو ان کے دل میں رحم پیدا ہوتا چنانچہ حکیم بن حزام کبھی کبھی اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ[رض] کے لئے خفیہ خفیہ کھانا لے جاتے تھے۔ مگر ایک دفعہ ابو جہل کو کسی طرح اس کا علم ہو گیا تو اس کم بخت نے راستہ میں بڑی سختی کے ساتھ روکا۔ اور باہم ہاتھا پائی تک نوبت پہنچ گئی[۵] یہ مصیبت برابر اڑھائی تین سال

[۱] بخاری کتاب وجوب الحج ؛ [۲] طبری۔ ابن سعد۔ ابن ہشام

[۳] کتب احادیث بحوالہ الروض الانف ؛

[۴] الروض الانف حالات نقض صحیفہ ؛

[۵] ابن سعد ذکر حصر قریش ؛

[۶] ابن ہشام ؛

تک جاری رہی۔ اور اس عرصہ میں مسلمان سوائے حج وغیرہ کے موسم کے جبکہ اشہر حرم کی وجہ سے امن ہوتا تھا باہر نہیں نکل سکتے تھے[۱]

اس ظلم سے مسلمانوں کی رہائی

جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ قریش میں بعض نرم دل اور شریف مزاج لوگ بھی تھے۔ یہ لوگ ان مظالم کو دیکھتے تو دل میں کڑھتے۔ مگر قوم کے متفقہ فیصلہ کی تاب نہ رکھتے تھے۔ اس لئے دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ جاتے آخر خدا کی طرف سے ایسا سامان پیدا ہو گیا کہ انہیں اس معاملہ میں جرأت کے ساتھ قدم اٹھانے کی ہمت پیدا ہو گئی۔ اس کی تفصیل یوں بیان ہوئی ہے کہ جب اس بائیکاٹ پر تقریباً تین سال کا عرصہ گذر گیا تو ایک دن آنحضرت صلعم نے اپنے چچا ابوطالب سے فرمایا کہ مجھے خدا نے بتایا ہے کہ ہمارے خلاف جو معاہدہ لکھا گیا تھا اس میں سوائے خدا کے نام کے ساری تحریر مٹ چکی ہے۔ اور کاغذ کھایا جا چکا ہے ابوطالب فوراً اٹھ کر خانہ کعبہ میں پہنچے جہاں بہت سے رؤسا قریش مجلس لگائے بیٹھے تھے۔ ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ تمہارا یہ ظالمانہ معاہدہ کب تک چلے گا۔ میرے بھتیجے نے مجھے بتایا ہے کہ خدا نے اس معاہدے کی ساری تحریر سوائے اپنے نام کے محو کر دی ہے[۲] تم ذرا یہ معاہدہ نکالو تاکہ دیکھیں میرے بھتیجے کی یہ بات کہاں تک درست ہے۔ بعض دوسرے لوگوں نے بھی کہا کہ ہاں ہاں یہ ضرور دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ معاہدہ منگا کر دیکھا گیا۔ تو واقعی وہ سب کرم خوردہ ہو چکا تھا۔ اور سوائے شروع میں خدا کے نام کے کوئی لفظ پڑھا نہیں جاتا تھا۔ اس پر بعض قریش اور بھی زیادہ چمک اٹھے۔ لیکن وہ جن کے دل میں پہلے سے انصاف، رحم، اور قرابت داری کے جذبات تھے۔ ان کو اس معاہدہ کے خلاف آواز اٹھانے کا ایک عمدہ موقعہ ہاتھ آگیا[۳] چنانچہ رؤسائے قریش میں سے ہشام بن عمرو۔ زہیر بن ابی امیہ۔ مطعم بن عدی۔ ابوالبختری اور زمعہ بن اسود نے باہم مل کر یہ تجویز کی کہ اس ظالمانہ اور قطع رحمی کرنے والے معاہدہ کو اب ختم کر دینا چاہیئے۔ یہ تجویز کر کے یہ لوگ دوسرے

[۱] ابن سعد ؛ [۲] قریش کی عادت تھی کہ اپنی تحریرات کے شروع میں باسمک اللّٰھم کے الفاظ لکھا کرتے تھے۔ اور معاہدہ میں صرف یہی باقی رہ گیا تھا ؛ [۳] ابن ہشام و ابن سعد

رؤسا قریش کی مجلس میں گئے۔ اور ان میں سے ایک نے قریش سے مخاطب ہو کر کہا کہ "اے قریش کیا یہ مناسب ہے کہ تم تو مزے کے ساتھ زندگی بسر کرو اور تمہارے بھائی اس طرح مصیبت میں دن کاٹیں۔ یہ معاہدہ ظالمانہ ہے اسے اب منسوخ کر دینا چاہیئے۔" اس کے دوسرے ساتھیوں نے اس کی تائید کی۔ لیکن ابو جہل بولا۔ "ہرگز نہیں یہ معاہدہ قائم رہے گا۔ اسے کوئی شخص ہاتھ نہیں لگا سکتا" کسی نے جواب دیا "نہیں اب یہ قائم نہیں رہ سکتا۔ جب یہ لکھا گیا تھا اس وقت بھی ہم لوگ راضی نہ تھے۔" اسی جیل و حجت میں مطعم بن عدی نے ہاتھ بڑھا کر یہ بوسیدہ دستاویز چاک کر دی اور ابو جہل اور اس کے ساتھی دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے۔

صحیفہ چاک کرنے کے بعد یہ لوگ ہتھیار لگا کر شعب ابی طالب کے دروازے پر گئے اور تلواروں کے سایہ کے نیچے محصورین کو باہر نکال لائے یہ واقعہ بعثت نبوی کے دسویں سال کا ہے[۱] گویا آنحضرت اڑھائی تین سال تک محصور رہے۔ کیونکہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے۔ آپ بعثت کے ساتویں سال ماہ محرم میں محصور ہوئے تھے۔

[۱] ابن سعد ؛

اخبار ملاپ ۲۱-۷-۷۴ء میں شائع شدہ انٹرویو میں مندرج ایک بات کی تصحیح

اخبار ملاپ جالندھر مجریہ ۲۱ر جولائی میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ایڈیشنل چیف سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان کا انٹرویو شائع ہوا ہے۔ اس میں آخری فقرہ میں نقل کی گئی بات درست نہیں ہے۔ اس کی تصیح کے لئے محترم صاحبزادہ صاحب نے حسب ذیل بیان اخبار ملاپ کو ارسال کیا ہے۔ اس کی ایک نقل اخبار بدر میں اشاعت کے لئے بھی دی۔

(ایڈیٹر بدر)

"قادیان ۲۲ر جولائی (وفا) اخبار ملاپ جالندھر مجریہ ۲۱ر جولائی میں میرا ایک انٹرویو شائع ہوا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انٹرویو لینے والے سٹاف رپورٹر مسٹر مہندر کھنہ آخری سوال کے جواب میں میری بات اچھی طرح سمجھ نہیں سکے اس لئے اسکا ایک حصہ کی رپورٹنگ میں بھی غلطی کر گئے ہیں۔ نمائندہ ملاپ کا آخری سوال یہ تھا کہ "اگر پاکستان کی سرکار اپنے یہاں پر پچاس لاکھ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دے تو حالات کیا رنگ اختیار کریں گے"؟ میں نے اس کے جواب میں جو کچھ کہا تھا۔ اس کا ابتدائی حصہ تو درست ہے کہ "پاک سرکار احمدیوں پر قرآن پڑھنے پر تو پابندی نہیں لگا سکے گی۔ یہی ہوگا کہ ہم سرکاری نوکریوں سے باہر آجائیں گے"۔ اس کے بعد کا اگلا فقرہ بالکل ہی غلط ہے۔ نہ تو میرے بیان کے مطابق ہے اور نہ ہی جماعت احمدیہ کی مذہبی روایات یا اصول کے مطابق ہے۔ لکھا ہے" ہم اس دن کا انتظار کریں گے جب ہم مظالم کو ختم کرنے کے لئے طاقتور ہو جائیں"۔

میں نے ایسا ہرگز نہیں کہا۔ میں نے مہندر کھنہ صاحب کو بتایا تھا۔ کہ "حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ اکیلے تھے۔ اب ایک اندازہ کے مطابق بفضلہ تعالیٰ ایک کروڑ سے زائد جماعت کی تعداد ہو گئی ہے۔ اور جماعت کی یہ ترقی پرچار اور پیار و محبت اور خدمت کے ذریعہ لوگوں کے دلوں کو جیت کر ہوئی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر ہم لوگ ایک سے ایک کروڑ ہو سکتے ہیں تو پاکستان میں چالیس لاکھ احمدی آبادی کسی وقت چار کروڑ بھی ہو سکتی ہے۔ اس طرح احمدی لوگ اکثریت میں ہوں گے تو پھر وہاں جو قانون بنیں گے اکثریت کے فیصلہ کے مطابق ہوں گے۔ احمدیت کے خلاف پاس کئے گئے سارے قانون تبدیل ہو جائیں گے۔ اسطرح یہ خود ساری مخالفت کارروائیاں اور قوانین ختم ہو جائیں گے۔ جماعت احمدیہ خالصتہً مذہبی جماعت ہے اسکا سیاست سے کوئی تعلق نہیں نہ تو سیاست کے ذریعہ طاقت حاصل کر کے کسی حکومت پر قبضہ کرنا ہمارا مقصد ہے نہ ہماری اس وقت یہ خواہش ہے۔ نہ آئندہ ہوگی۔ لہذا کسی وقت طاقتور ہو کر مظالم کو ختم کرنے کی بات جو میری طرف منسوب کی گئی ہے بالکل غلط ہے"۔

ہمارے لئے ہمارے مقدس پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بانی اسلام کا پاک نمونہ ہے کہ آپ نے اپنے جانی دشمنوں کو معاف کر دیا اور یہی وہ تعلیم ہے جو بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جماعت کو دی ہے ؎

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو ؛ کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

مجھکو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا ؛ مجھکو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار"

پاکستان میں وحشت و بربریت اور مظالم کی انتہاء

اور

خلافت کے زیرِ سایہ احمدیوں کا مثالی صبر و تحمل

قادیان ۲۲ جولائی۔ پاکستان میں اینٹی احمدیہ تحریک پورے زور سے چل رہی ہے۔ جگہ جگہ وحشت و بربریت کا مظاہرہ ہے۔ احمدیوں پر مخالفوں کی طرف سے جو مظالم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں ان کی کچھ مزید تفصیل موصول ہوئی ہے۔ ان تفصیلات کو پڑھ سُن کر ایک طرف کلیجہ مُنہ کو آتا ہے، دوسری طرف احمدی مظلومین کے مثالی صبر و تحمل کی باتیں پڑھ کر دل میں اُن کی قدر و منزلت بہت بڑھ جاتی ہے۔ مخلص احمدیوں کی جاں نثاری اور فدائیت سے اسلام کے صدرِ اوّل میں صحابہ کرامؓ کی جانی اور مالی قربانیوں کی یاد تازہ ہو گئی ہے۔

(۱)

ایک واقفِ احوال معتبر شخصیت کا مکتوبِ گرامی

ایک نہایت درجہ معتبر اور واقفِ احوال بزرگ شخصیت نے اپنے ذاتی علم کی بنا پر صورتِ حال کا نقشہ حسبِ ذیل الفاظ میں کھینچا ہے:-

"حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے لئے خصوصی دُعاؤں کی ضرورت ہے۔ کام کا اور ذمہ داری کا بہت بڑھا ہوا بوجھ، اس پر بے شمار احمدیوں کی تکلیفات کا احساس۔ اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی عزم اور صبر عطا فرمایا ہے۔ ایسے حالات ہیں کہ ایک مضبوط قُویٰ کے آدمی کا عزم جواب دینے لگے اور اعصابی انتشار پیدا ہو جائے، آپ جس جواں مردی اور ہمت اور توکل سے اِس بوجھ کو اُٹھاتے ہوئے ہیں خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور رُوح القدس کی تائید کے بغیر ممکن نہیں۔ لُطف یہ ہے کہ یہ سب مخالفانہ قوتیں مل کر بھی آپ کے چہرے کی مسکراہٹ نہ چھین سکیں۔

مَیں نے ایسے وفود دیکھے ہیں جو اپنے علاقہ کے تیزی سے بگڑتے ہوئے حالات کے باعث نہایت پریشان اور فکر مند یہاں پہنچے۔ مَیں اُن کی بہترین امداد یہ کر سکتا تھا کہ جلد از جلد حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا انتظام کروایا۔ جب ملاقات کے بعد وہ نکلے تو اُن کے چہرے پہچانے نہ جاتے تھے۔ مُسکراتے ہوئے۔ ہنستے ہوئے۔ پیشانیوں پر نئے عزم اور توکل کا نور لئے ہوئے۔ پوچھا کہ سُنائیں! اب کیا حال ہے؟ کہنے لگے، سب ٹھیک ہو گیا ہے۔ جو کچھ ہم نے پایا ہے اب ہم جا کر اپنی جماعت کے ایک ایک فرد تک پہنچائیں گے۔ فکر کا کوئی سوال ہی نہیں رہا۔ ہم ہنستے ہوئے مال لُٹوائیں گے۔ ہم ہنستے ہوئے جانیں دیں گے۔ ہم کیا ہمارے بچے بھی اِس راہ پر فدا اور قُربان۔ ہم بہت خوش جا رہے ہیں۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمّد و علیٰ آلِ محمّد۔ کیا شان ہے اُس عربی رسولؐ کی کہ ۱۴ سو سال بعد تک بھی اس کی قوتِ قدسیہ زندہ ہے۔ اور زندہ کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ اور چودہ صدیوں کے پردے چاک کرتی ہوئی عجم کی سرزمین میں اپنے غُلام زادوں کے ہاتھوں وہ مُعجزے دکھا رہی ہے جو آج عظیم سلطنتوں کے سربراہوں کے ہاتھوں ممکن نہیں۔ کوئی دنیاوی لالچ اُن کو نہیں دی گئی۔ کوئی تحفظ نہیں دیا گیا۔ یہ یقین نہیں دلایا گیا کہ اُن کی جان اور اموال کا نقصان نہیں ہوگا۔ بایں ہمہ دل ابدی خوشی سے بھر دیئے گئے۔ نہ غم باقی رہا نہ حزن۔ ہنستے ہوئے راضیۃً مرضیۃً وہ واپس چلے گئے۔

حالات بدستور پریشان کُن ہیں۔ دُشمن نہایت ذلیل اور کمینی حرکتوں پر اُتر آیا ہے۔ غم یہ ہے کہ نام رحمۃٌ للعالمین کا استعمال کر رہا ہے اور لیبل اسلام کا چسپاں کئے ہوئے ہے۔ یہ ظلم دیکھ کر دیواروں سے سر پٹکنے کو جی چاہتا ہے کہ نُور کے نام پر اندھیرا اور رحمت کے نام پر سفاکی؟ کیا کوئی بھی رجلِ رشید نہیں جو اِسلام اور حضرت بانیٔ اِسلام رحمۃٌ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر توڑے جانے والے اِس ظلم سے اُن کے ہاتھ روکے؟

کیسی بدقسمتی ہے اِس ملک کی کہ شریف بہت ہیں لیکن کمزور۔ انصاف پسند لاکھوں ہیں مگر بے آواز۔ معاشرہ ایک ظالم اقلیت کے ہاتھوں دم توڑ رہا ہے۔ گلیوں اور بازاروں میں اسی اقلیت کا راج ہے۔ ... دھویں صدی کا مُلّاں اپنے ساتھ چند جاہلوں اور آوارہ مزاجوں کو ملائے ہوئے ہے۔ اور "جماعتِ اسلامی" کی تجوریاں بھاڑے کے اوباشوں کے لئے دن رات کھُلی ہیں۔ قوم کے ... ایک گروہ کو خرید کر یا دھوکہ دے کر ساتھ ملا لیا گیا ہے۔ اور اِسلام کی سربلندی کا اظہار اس طرح کیا جا رہا ہے کہ دوکانوں اور مکانوں پر دن رات پکٹنگ ہو رہی ہے۔ اگر کوئی سامان لے کر جاتا ہے تو اُسے پکڑ کر مُنہ کالا کر کے شہر میں پھرایا جاتا ہے پھر یا تو خوب زد و کوب کر کے اس کے کپڑوں پر استعمال شدہ سیاہ موبل آئل چھڑک کر اُسے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ یا حبسِ بے جا میں رکھ کر اُس پر طرح طرح کے عذاب مسلط کئے جاتے ہیں۔ بعض نوجوانوں کو پستول اور چاقو چھُریوں سے دھمکا کر قبولِ "اسلام" پر مجبور کیا جاتا ہے۔ کلمہ طیبہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو غلیظ گالیاں دینا۔ یہ اُس جدید اسلام کی تعریف ہے۔ چند دِن ہوتے ایسے چند نوجوان بھی حضور کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ انہوں نے مُنہ کالے کروائے۔ ماریں کھائیں۔ کپڑے پھڑوائے۔ موت کی دھمکیوں کو حقارت سے دھتکارا لیکن احمدیت یعنی حقیقی اِسلام کو چھوڑنے اور اپنے آقا کی شان میں گستاخی پر آمادہ نہ ہوئے۔ اُن کے چہرے پر اُس ایذا رسانی کے گہرے اثرات تھے۔ آنکھوں میں مظلومیت اور تعجب کہ اُن کے ساتھ ایسا کیوں ہو رہا ہے۔ دلوں کا ایمان اور عزم تو وہ ... سکے۔ مگر ظالموں نے چہروں کی مسکراہٹیں چھین لی تھیں۔ اُن کی اس حالت پر ضبط کرنے کے لئے بڑا دِل گُردہ درکار تھا۔ لیکن کاش! آپ اُنہیں حضرت اقدس سے مُلاقات کے بعد دیکھ سکتے۔ کپڑے وہی تھے۔ جسم پر چوٹوں کے نشان بھی اُسی طرح قائم تھے۔ لیکن چہروں کے تاثرات؟ آنکھوں سے جھانکتی ہوئی رُوحیں؟ اللّٰہ! اللّٰہ!! کایا پلٹ اس کو کہتے ہیں۔ خوشی سے باچھیں کھلی جا رہی تھیں۔ آنکھوں سے مسرتوں کے سوتے پھُوٹ رہے تھے۔ دِلوں سے رَبَّنَا اَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا کی پکار اُٹھ رہی تھی۔ اللہ تعالیٰ خلافتِ احمدیہ کو اپنی نصرتوں کے سائے تلے قائم و دائم رکھے۔ اُس کے ٹھنڈے اور طمانیت بخش سائے تلے دِل یہ عارفانہ نعرے لگاتا ہے کہ "ہمیں آگ سے مت ڈراؤ۔ آگ ہماری غلام، بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے"۔ تمام احبابِ جماعت کی خدمت میں نہایت محبت بھرا سلام — دُنیا بھر کے احمدیوں کا رُواں رُواں للّٰہی محبت میں بندھا ہوا ہے۔ اس رُوحانی پیار کا لُطف دُنیا والوں کو کیا معلوم"۔

(۲)

مکتوب لنڈن

جگہ جگہ لرزہ خیز مظالم — اور اُن کی تفصیل

قادیان ۲۳ جولائی۔ پاکستان میں مخالفینِ احمدیت کی انسانیت سوز حرکات اور جگہ جگہ لرزہ خیز مظالم کی مصدقہ تفصیل، لنڈن مشن کے مکتوب محررہ ۱۵ سے جو موصول ہوئی ہے وہ درجِ ذیل ہے:-

"پاکستان میں بائیکاٹ کی صورت میں احمدیوں پر مظالم اسی شدت سے ڈھائے جا رہے ہیں۔ بعض علاقوں میں احمدی بچوں کو دودھ تک نہیں مل رہا۔ سرگودھا۔ لائلپور وغیرہ میں پکٹنگ اور گھیراؤ کی کیفیت ہے۔ احمدیوں پر ان دنوں بالکل وہی حالت طاری ہے جو مکّہ میں آنحضرت صلعم اور آپؐ کے صحابہ کی تھی۔ ان کا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پُرسانِ حال نہیں ہے۔ ڈسکہ میں مورخہ ۲ جولائی کو ایک معصوم چھ ماہ کی بچّی (جو مکرم محمد سلیمان صاحب کی بچّی تھی) عصر کے بعد فوت ہو گئی۔ رات ساڑھے نو بجے جنازہ لے کر پندرہ بیس افراد ڈسکہ سے اڑھائی میل دُور "...رہادہ" کے قبرستان میں رات کے اندھیرے میں چلے۔ مگر اس کے باوجود کسی نے دیکھ لیا۔ اور مخبری کر دی۔ چنانچہ ابھی بچّی کو دفن کرنا تھا کہ پانچ سو سے زاید افراد ڈنڈوں اور دوسرے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر جلوس کی شکل میں نعرے لگاتے ہوئے پہنچ گئے۔ اور سب احمدیوں کو گھیرے میں لے لیا۔ پھر گالیاں دینے لگے تا کہ احمدی اشتعال میں آئیں۔ مگر احمدیوں نے خاموشی اختیار کی۔ اس پر انہوں نے لاش کو وہاں سے لے جانے کو کہا۔ اور قبر واپس مٹی سے بھر دی۔ چنانچہ نعش لے کر احمدی مظلومین، سلطان احمد ...

ایم۔این۔اے کے پاس پہنچے۔ مگر اُس نے جلوس دیکھ کر معذرت کر دی۔ صبح سویرے S.H.O. ڈسکہ سے بات کی تو اس نے بھی اس سلسلہ میں مدد کرنے سے انکار کر دیا۔ اس پر D.S.P. کو فون کیا گیا۔ اُس نے بھی انکار کر دیا۔ چنانچہ تنگ آکر بچی کو مسجد کے ساتھ ملحق حویلی میں امانتاً دفن کر دیا گیا۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔

اسی طرح دو اور تین جولائی کی درمیانی رات کو احمدیوں کے خلاف جہلم میں طوفان کھڑا کیا گیا۔ شہر کے دو غنڈوں کے درمیان لڑائی ہوئی۔ (دونوں غیر احمدی تھے) ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا۔ جس پر مولویوں نے شور ڈال دیا کہ احمدیوں نے ایک غیر احمدی کو قتل کر دیا ہے۔ اور فوری ایک جلوس ترتیب دیا گیا۔ جنہوں نے احمدی دکانوں اور مکانوں کا رُخ کیا۔ رات دس بجے سے صبح ۲½ بجے تک لُوٹ مار۔ آتش زنی۔ اور قتل و غارت کا بازار گرم رہا۔ احمدیوں کی ۱۷ دکانیں خاکستر کر دی گئیں۔ دو مکان لوٹ لئے گئے۔ ایک احمدی کا مکان جلا دیا گیا۔ ایک احمدی سیٹھی مقبول احمد صاحب شہید کر دیئے گئے۔ ایک احمدی بچی بھی شہید کر دی گئی۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ سیٹھی مقبول احمد شہید کے تین بھائیوں کو گولیوں سے شدید زخمی کر دیا گیا۔ ڈپٹی مجسٹریٹ۔ ایس۔پی۔ ڈی۔ایس۔پی۔ سول ڈیفنس آفیسر۔ ایڈمنسٹریٹر میونسپل کمیٹی جلوس کے ہمراہ تھے۔ اور یہ سب کارروائی ان کی موجودگی میں ہوئی۔ ان تمام واقعات کے دوران پولیس نے نہ تو لاٹھی چارج کیا۔ نہ آنسو گیس پھینکی اور نہ ہوائی فائر کئے۔ فسادی عنصر کو پولیس پر اتنا اعتماد تھا کہ سب کچھ کر چکنے کے بعد "جہلم پولیس زندہ باد" کے نعرے بھی لگائے گئے۔ اب جہلم شہر احمدیوں سے کلیتاً خالی ہو چکا ہے۔ اکثر احمدی ربوہ چھپتے چھپاتے پہنچ گئے ہیں۔ کچھ اِدھر اُدھر بکھر گئے ہیں۔ جہلم مسجد کو بھی شہید کر دیا گیا ہے۔

رحیم یار خاں میں یکم اور دو جولائی کی درمیانی رات کو ایک احمدی رشید احمد صاحب ارشد کے گھر پر جہاں قریباً چار احمدی خاندان حفاظت کے نقطۂ نظر سے جمع تھے، کے صحن میں دستی بم پھینکا گیا۔ جو مکان کے برآمدے میں پھٹا۔ جس سے ایک احمدی نوجوان کا دایاں پاؤں بم سے اُڑ گیا۔ پاس سونے والے چھوٹے چھوٹے بچوں کو شدید چوٹیں آئیں۔

سرگودھا میں احمدیوں پر انتہائی غیر انسانی تشدد کیا جا رہا ہے۔ ظلم کی حد یہ ہے کہ ایک ضعیف العمر احمدی جن کو چند روز قبل مارا پیٹا گیا تھا اور اُن کے جسم پر جگہ جگہ زخم آگئے تھے وہ اُن زخموں پر سول ہسپتال میں مرہم پٹی کر کے باہر نکلے تو باہر چند غیر از جماعت لوگوں کو اُن کی احمدیت کا پتہ چل گیا۔ چنانچہ اُن کو لٹا کر اُن کی مرہم پٹیاں کھول کر پھینک دی گئیں۔ دوائی ضائع کر دی گئی۔ سرگودھا میں تمام احمدی گھروں کا گھیراؤ ہے۔ کوئی چیز گھروں کے اندر نہیں جانے دیتے۔

ٹوپی صوبہ سرحد میں جہاں صاحبزادگان کا کھاتا پیتا گھرانہ آباد تھا وہاں ۶-۷ ہزار کے جلوس نے اُن پر حملہ کیا۔ ان کے چھ افراد شہید کر دیئے۔ بقیہ عورتیں بچے اور مرد چوبیس گھنٹہ کے مقابلہ کے بعد رات کے اندھیرے میں پہنے ہوئے کپڑوں میں بھاگ کھڑے ہوئے۔ دشمنوں نے اُن کے گھروں۔ دکانوں۔ حجروں اور مسجد کو آگ لگا دی۔ پھر دو چار روز کے بعد اُن پر بُل ڈوزر پھیر کر زمین ہموار کر دی۔ اور اس طرح اس شہر میں احمدیوں کے گھروں کا نام و نشان تک مٹا دیا ہے۔

ایبٹ آباد میں ایک احمدی فخر الدین صاحب بھٹی کو شہید کر کے اُن کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اور اُن کی لاش دو تین دن لاوارث پڑی رہی۔ اُن کے بال بچے بھاگ کر جان بچانے میں کامیاب ہو گئے۔ اب غیر احمدیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ضلع ہزارہ میں کوئی احمدی باقی نہیں رہا۔ بالاکوٹ میں دو احمدی شہید کر دیئے گئے۔ مانسہرہ میں ایک احمدی مرد اور اُن کی بیوی شہید کر دیئے گئے۔ پشاور میں ایک احمدی نوجوان شہید کر دیئے گئے۔

سرگودھا میں بسوں والوں سے City Inspector آف پولیس نے یہ حلفیہ بیان لیا کہ وہ ربوہ کے لئے کوئی سواری نہ بٹھائیں گے۔ چنانچہ اب ربوہ میں کوئی بس نہیں ٹھہرتی۔

پاکستان بھر میں دیواروں پر جماعت کے خلاف۔ حضرت صاحب کے خلاف۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف انتہائی گندی۔ دل آزار اور اشتعال انگیز اشتہارات لگائے گئے ہیں کہ اللہ کی پناہ۔ یہ احمدیوں کا ہی دل گُردہ ہے کہ اُن کو پڑھ کر بھی صبر کر جاتے ہیں۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے خلاف "چٹان" وغیرہ میں اتنا گند بکا جا رہا ہے کہ دل منہ کو آنے لگتا ہے۔ اور بعض اوقات تو خون کھول اُٹھتا ہے۔ اور دل سے بے اختیار متیٰ نصر اللّٰہ کی آواز نکلتی ہے۔

ربوہ میں اس وقت کئی سو افراد پناہ گزین ہو چکے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایک ماہ قبل تک اگر لاکھ پتی نہیں تو خاصے متمول تھے۔ اور دُنیا کی اکثر آسائشیں اُن کو میسر تھیں۔ لیکن اب بر تن کے دو کپڑوں کے سوا کچھ بھی نہیں رکھتے۔ گوجرانوالہ میں ۱۲ احباب شہید ہو چکے ہیں۔ بقیہ تمام احمدی آبادی دو تین بچے ہوئے احمدی گھروں میں محصور ہیں۔ اُن کو بھی سامانِ رسد پہنچانے میں بے حد دقتیں ہیں۔ لیکن ان تمام مصائب اور مظالم کے باوجود خدا تعالےٰ کے فضل سے احمدی احباب ثابت قدم رہے ہیں۔ فالحمدُ للّٰہ۔ فالحمد للّٰہ۔ چند جگہوں سے کمزور ایمان والے احمدیوں کے ارتداد کی بھی اطلاع ملی ہے۔ لیکن یہ نہ ہونے کے برابر ہے۔

خدا تعالےٰ کے فضل سے اور خلافت کی برکت سے احمدیوں کے دل مضبوط ہیں۔ آپ سے دُعائے خاص کی درخواست ہے "

درخواستِ دُعا

احباب کرام کو اخبار "بدر" سے علم ہو چکا ہے۔ کہ گوجرانوالہ (پاکستان) میں ظالموں نے میرے دو عزیزوں برادرم محمود احمد صاحب امینی اور بھانجے عزیزم محمد اشرف سلمہ اللہ کی ٹانگوں پر 303 کی گولیاں چلا کر دونوں کو شدید زخمی کر دیا تھا۔ دونوں عزیزوں کو لاہور ہسپتال میں داخل کرنا پڑا۔ اور ابھی تک دونوں ہسپتال میں ہی ہیں۔ عزیزم اشرف سلمہ اللہ کی ایک ٹانگ کو ران تک کاٹ دیا گیا۔ اور برادرم محمود احمد صاحب امینی بھی پلاسٹر میں لپٹے پڑے ہیں۔ ہمارے گھر کے باقی افراد مکرم امیر جماعت گوجرانوالہ کے گھر میں پناہ گزین ہیں۔ وہ اپنے گھر بھی نہیں آسکتے۔ اُدھر سماجی بائیکاٹ زوروں پر ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ میرے ان دونوں عزیزوں کو شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔ اور اُن کا اور اُن کے اہل و عیال کا حافظ و ناصر ہو آمین۔ عزیزم محمد اشرف سلمہ اللہ تعالیٰ نے ہسپتال سے جو خط میرے نام ۲۲ر جون کو بھجوایا ہے اس کا ایک حصّہ بغرض تحریکِ دُعا پیش کرتا ہوں۔ کہ اِن عزیزوں نے اس ابتلاء کو بھی برائے حصُول رضاء الٰہی خندہ پیشانی سے برداشت کیا ہے۔ عزیز موصوف اپنے مکتوب میں رقمطراز ہیں:۔

"آپ کو میرے سانحہ کے بارے میں اُمید ہے معلوم ہو چکا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ کی راہ میں پہلی بار معمولی سی قربانی دی ہے۔ دُکھ اِس بات کا ہے کہ شہادت نصیب نہ ہو سکی۔ آج بستر پر پڑے ہوئے بائیس روز ہو گئے ہیں۔ علاج بھی ٹھیک ہو رہا ہے۔ مگر درد میں دن بدن اضافہ ہوتا نظر آتا ہے۔ پچھلی رات سخت بے چینی اور تکلیف میں گزاری ہے۔ آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ صبر کے ساتھ اس روز روز کی مسلسل درد سے بھی نجات دے۔ اس مشکل اور نازک وقت میں آپ بڑی شدّت سے یاد آتے ہیں۔ بعض اوقات آپ کو یاد کر کے رونے لگتا ہوں۔ اس وقت دِل چاہتا ہے کہ کاش آپ قریب ہوں تو آپ سے اور خالہ جان سے گلے مل کر خوب روؤں۔ افسوس کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔ مَیں رو تو سکتا ہوں مگر آپ سے ہزاروں میل دُور رہ کر۔۔۔۔۔ بہن ناہرہ میرے لئے روتی ہوں گی۔ آپ اپنی طرف سے اور میری طرف سے اُن کو تسلی دیں کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہی ایسی تھی۔ جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اب رونے دھونے اور فکر کرنے سے کیا ملے گا۔ دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفاء کاملہ عطا فرمائے آمین "

عزیز موصوف کی ایک ٹانگ ہمیشہ کے لئے ضائع ہو گئی۔ ابھی ہسپتال میں زیرِ علاج ہے۔ کس صبر و استقامت سے اس ابتلاء کو برداشت کیا ہے۔ اُس پر ہم کو ناز و فخر ہے۔ یہ سب تکلیف راہِ خدا میں ہے۔ احبابِ کرام دردِ دل سے دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ میرے ان عزیزوں کو صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے اور ان کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور اُن کو اور اُن کے اہل و عیال کو دینی و دنیوی برکتوں سے نوازے آمین۔

طالبِ دُعا خاکسار شریف احمد امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ بمبئی۔

ضمیمہ دُعا خاکسار ایڈیٹر کے نام محترم مولانا امینی صاحب کے بھتیجے مکرم ناصر احمد صاحب امینی مقیم لنڈن نے بھی دُعا کی درخواست کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے کہ "میرے پھوپھی زاد بھائی محمد اشرف اور چچا محمود احمد کی ٹانگوں پر جو 303 کی گولیاں لگی ہیں ان میں بے حد درد رہتا ہے۔ تمام احباب جماعت و بزرگانِ سلسلہ سے عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے" احباب انہیں اپنی خصوصی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ یہ مخلصین محض دین کی خاطر یہ سب تکالیف برداشت کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کاملہ بھی بخشے اور ان کی دیگر تمام مشکلات اور پریشانیوں کو بھی دور کر دے اور ظالموں کو ہدایت دے آمین۔ (ایڈیٹر بدر)

سارا پاکستان احمدیوں کیلئے شعب ابی طالب بن گیا

گھیراؤ سوشل بائیکاٹ اور روح فرسا مظالم کا سلسلہ بدستور جاری ہے

پاکستانی قوم کی وحشت و بربریت کے خلاف عالمی پریس نوحہ کناں

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی ناظر بیت المال (آمد) قادیان

قادیان ۹ جولائی - گذشتہ چند دنوں سے حکومتِ پاکستان کی طرف سے خبروں کے بلیک آؤٹ کی وجہ سے بظاہر یہ نظر آرہا تھا کہ حکومت کی جامد مشینری میں کچھ حرکت پیدا ہوئی ہے۔ اور بربریت کا طوفان آمادہ بسکون ہے۔ لیکن لنڈن کے احمدیہ مشن کی طرف سے مہیا کردہ اطلاعات بتا رہی ہیں کہ اس ظاہری سکون کے نیچے ہزاروں طوفان پوشیدہ ہیں۔ تلواریں ابھی تک لہرا رہی ہیں سُولیاں ابھی تک تھرا رہی ہیں۔ دجلہ و فرات کے کنارے نہ سہی راوی، چناب اور جہلم کے کناروں پر کربلائیں ابھی تک قائم ہیں۔ اور ناکردہ گناہ۔ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشاق کو ابھی تک محمدؐ کے نام لیواؤں کے ہاتھوں جام شہادت مل رہے ہیں۔ خونِ شہیداں ابھی تک احمدیت کی تاریخ کے عنوانات کو سنوارتا جارہا ہے۔

اس وقت پاکستانی اخبارات کی بعض فوٹو کاپیاں ہمارے سامنے ہیں، جن کا ایک ایک لفظ بتا رہا ہے کہ اسلامی رواداری اور اسلامی اخلاق نام کی کوئی چیز پاکستان کے اکثر حصوں میں باقی نہیں رہی - یہ تمام فوٹو کاپیاں جو روزنامہ "امروز" روزنامہ "مشرق" روزنامہ "نوائے وقت" اور روزنامہ "مساوات" کی کئی اشاعتوں کے ٹکڑوں پر مشتمل ہیں ان کے حرف حرف میں نفرت کی چنگاریاں پوشیدہ ہیں - اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ تمام اسلامی احکام کا خلاصہ پاکستانی قوم کے نزدیک یہ ہے کہ اسلام کے حقیقی خدام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی عشاق کا ناطقہ بند کر کے قہقہے لگائے جائیں۔

ہم یہاں صرف ایک ہی خبر روزنامہ "نوائے وقت" لاہور ۲۲ جون ۱۹۷۴ء سے سرخیوں سمیت نقل کر کے ضمیر انسانی کو بیدار کرنا چاہتے ہیں۔

"لائلپور میں قادیانیوں کے سوشل بائیکاٹ کی مہم تیز ہوگئی
شہر کی تمام دکانوں پر قادیانیوں کا داخلہ بند کے کتبے آویزاں کر دیئے گئے"

ملاحظہ فرمایئے! کتنے طنطنہ اور طمطراق کے ساتھ کتنے طنزیہ انداز میں، کتنے تفاخر کے ساتھ اس کارنامہ کو بیان کیا گیا ہے۔ آپ پڑھ جایئے سارے قرآن کریم کو، آپ مطالعہ کیجئے سنت رسول اللہ صلعم کا، آپ پڑھ جایئے صحاح ستہ کو اور پھر خدارا غور کیجئے کہ پاکستانی مُلّا قوم کو کس طرف لے جا رہے ہیں۔ آج احمدیوں کی باری ہے۔ کل شیعوں پر ہاتھ صاف کیا جائے گا۔ پرسوں وہابیوں کی باری آئے گی۔ اور نرسوں چکڑالوی زیر عتاب آئیں گے۔ آہ! پاکستانی قوم!! جو تنگ نظر اور متعصب ملاؤں کی چنگل میں پھنس کر رہ گئی۔ اے کاش! کوئی مصطفیٰ کمال اتا ترک پاکستان کی چوحدی میں جنم لے اور اسلام کو بدنام کرنے والے ان ملاؤں سے دو دو ہاتھ کرے جن کا پیشہ ہی فساد اور خونریزی ہے۔ جو اتحاد اسلامی کے دشمن اور احکام اسلامی سے رُوگرداں ہیں۔

"شہر کی ۹۸ فی صد دکانوں پر "قادیانیوں کا داخلہ ممنوع" کے کتبے آویزاں کر دیئے گئے ہیں"۔ یہ ٹکڑا اسی خبر کا ہے جو اوپر نقل کی گئی ہے۔ متحدہ ہندوستان میں انہیں لوگوں نے اپنی مساجد کے بیرونی دروازوں پر اس قسم کی عبارتیں لکھی ہوئی ہوتی تھیں۔ نہ یہ خود ان مسجدوں میں داخل ہوتے تھے نہ "مرزائیوں" کو داخل ہونے دیتے تھے۔ اور نتیجہ جو کچھ ہوا وہ سب پر عیاں ہے۔

"ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں مرزائیوں کے داخلہ پر پابندی لگا دی گئی ہے۔ حتّٰی کہ خوانچہ فروشوں نے اپنے سروں کی ٹوپیوں پر کتبے لگا رکھے ہیں۔ جن پر تحریر کیا گیا ہے کہ "مرزائیوں کو سودا فروخت نہیں کیا جائے گا"

یہ اسی خبر کا دوسرا ٹکڑا ہے۔ اسے پڑھیئے اور تجزیہ کیجئے کہ پاکستانی قوم نے کس بے دردی سے اسلامی اخلاق کا جنازہ نکالا ہے۔ اور جنازہ ہی نہیں نکالا اس پر فخر بھی کر رہی ہے - اور پاکستانی مُلّا مسلسل و متواتر اس جلتی پر تیل ڈالتا چلا جارہا ہے۔ اور اپنے دل میں سمجھ رہا ہے کہ اس نے اسلام کی خدمت کی ہے۔ آج اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی امی) تشریف لے آئیں تو یقیناً ان لوگوں کو اپنی امّت کے طور پر پہچاننے سے انکار فرمائیں گے۔

"چھ چائے فروشوں نے مرزائی ایڈمنسٹریٹر کو چائے مہیا کرنے سے انکار کر دیا"

آپ خود اندازہ فرمایئے یہ کتنا بڑا کارنامہ ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نام نہاد امّت سرانجام دے رہی ہے۔ اور ساتھ ہی یہ بھی اندازہ فرمایئے کہ آج پاکستان بھر میں جماعت احمدیہ پر کیا بیت رہی ہے۔ اور یہ بھی سوچئے کہ احمدی کتنے دل گردے کے مالک ہیں۔ جو ان تمام سختیوں اور زیادتیوں کو برداشت کر کے ہنستے کھیلتے جام شہادت پی رہے ہیں۔ اخبار اکانومسٹ لندن کے نامہ نگار مقیم پاکستان نے کتنی اچھی ترجمانی کی ہے۔

"جماعت احمدیہ کے افراد بہت تعلیم یافتہ اور بڑے منظم اور دلیر ہیں"

اسی خبر کا یہ چوتھا ٹکڑا بھی ملاحظہ فرمایئے کہ:-

"نیشنل بینک کی ایک مقامی شاخ میں قادیانی ملازمین کے لئے کینٹین والوں نے علیحدہ برتن متعین کر دیئے ہیں"۔

لیکن ہم پوچھتے ہیں کہ جب آپ [illegible] ۱۹۴۷ء میں [illegible] انہیں قادیانیوں کی زیر حفاظت مقیم ہوئے تھے - اور [illegible] قادیانیوں کے [illegible] انہیں کے برتنوں میں کھاتے تھے تو اس وقت آپ کی یہ رگ [illegible] ؟

اے کاش! یہ لوگ ایام رفتہ کو یاد رکھ سکتے اگر آج بھی کوئی ایسا وقت آیا۔ تو جماعت احمدیہ انشاء اللہ بڑی فراخدلی کے ساتھ ان کے ظلم و ستم کو بھول کر ان کو اپنی گود میں پناہ دے کر اسلامی اخلاق کا مظاہرہ کرے گی۔

یہ تو صرف ایک خبر ہے۔ پاکستان کے تمام اخبارات ایسی ہی سوشل بائیکاٹ کی خبروں سے بھرے پڑے ہیں - اور پورے پاکستان کے ہر شہر قصبہ اور گاؤں میں یہ سلسلہ جاری ہے اور پاکستانی "علماء" آگ اور خون کی ہولی کھیل رہے ہیں۔ اور حکومت محض تماشائی بنی ہوئی ہے۔ بلکہ شرپسندوں کی پشت پناہی کر رہی ہے ہم سمجھتے تھے کہ شاید اب کشت و خون کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ اور صرف سوشل بائیکاٹ کا عمل جاری ہے۔ لیکن تازہ اطلاعات سے معلوم ہوا ہے کہ تین جولائی کو پاکستان کے صدر مقام اسلام آباد کے بالکل قریب جہلم شہر کی عمارتی لکڑی کے ایک تاجر سیٹھی مقبول احمد صاحب کو شہید کر دیا گیا۔ اور ان کے تین بھائیوں کو شدید زخمی کر دیا گیا۔ مسجد احمدیہ جہلم جلا دی گئی۔ سترہ ۱۷ دکانیں اور ایک مکان نذر آتش کر دیئے گئے۔ گویا بربریت ابھی تک ننگا ناچ ناچنے سے باز نہیں آئی۔

شورش کاشمیری ایڈیٹر "چٹان" لاہور جو جماعت احمدیہ کا بہت پرانا معاند ہے۔ اس نے گذشتہ ایک ماہ کے اندر احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیزی کی انتہا کر دی اور اپنے اخبار کو احمدیت دشمنی کے لئے وقف کر دیا۔ شرافت اور انسانیت کو بالائے طاق رکھ کر اس دریدہ دہن انسان نے اتنا تیل چھڑکا کہ جلتی ہوئی آگ اور بھی مشتعل ہوئی۔ اس کا ایک پرچہ ہمارے پاس بھی پہنچا ہے جس میں اس نے اپنے دل کا بخار جی بھر کر نکالا ہے۔ کوئی بھی غیر جانبدار شخص اس پرچے کے سارے مواد کو پڑھ کر اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ تحفظ ختم نبوت کے نام پر سارا رونا اس بات کا ہے کہ احمدی ترقی کرتے کرتے سارے پاکستان میں سول اور ملٹری کے اہم ترین عہدوں پر کیوں پہنچ گئے ہیں۔ اور گنڈیریاں بیچنے والے منیروں کو بین الاقوامی عدالت کا چیف جسٹس کیوں نہیں بنا دیا گیا۔ شورش کاشمیری کے پیٹ میں رہ رہ کے مروڑ اٹھتا ہے کہ عالمی شہرت کے سائنسدانوں میں کسی احمدی کا نام کیوں آتا ہے۔ انارکلی کے گیرٹ [illegible] خوانچہ فروش کسی کو لندن کی رائل [illegible] سوسائٹی کا فیلو کیوں نہیں بنایا جاتا! یا احمدیوں کی بجائے پاکستان کے نکموں اور ناچیزوں کو کلیدی اسامیوں پر مقرر کیوں نہیں کیا جاتا۔

اس وقت نہ کوئی مقابلہ کا سوال ہے۔ نہ ختم نبوت کا مسئلہ ہے۔ اور نہ کوئی مذہبی معاملہ درپیش ہے۔ بلکہ سارا مسئلہ یہ ہے کہ احمدی جماعت کے لائق ترین اور نامور افراد سرکاری اور نیم سرکاری اداروں کی کلیدی اسامیوں پر کیوں پہنچ گئے ہیں۔ ان کو کلیدی اسامیوں سے ہٹا کر لاہور کے تانگہ بانوں کو موقع دیا جانا چاہیئے۔ !!!

اور ہم صرف اتنا ہی دریافت کرتے ہیں کہ کیا سارا پاکستان بھی ترازو کے ایک پلّے پر رکھ دیا جائے تو وہ چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کے برابر وزن رکھتا ہے؟ ہے کوئی ماں کا لال ساری دنیا میں جو اس کا جواب دے؟؟

جہاں تک ربوہ کے واقعہ کا تعلق ہے۔ وہ صرف اس قدر تھا۔ کہ ۲۲ مئی کو نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء ایک تفریحی سفر پر ملتان سے پشاور جا رہے تھے۔ اور روانگی سے قبل شرانگیز ملاؤں نے انہیں اس کام کے لئے آمادہ کیا تھا کہ وہ اپنے سارے سفر میں احمدیت کے خلاف نعرے لگاتے جائیں۔ اور ہلّڑ مچائیں۔ چنانچہ ملاؤں کے ان فرمانبردار اور ٹرینڈ طلباء نے ہر اسٹیشن پر بھنگڑا ڈالا اور احمدیت کے خلاف نعرے لگائے۔ اور جب وہ ربوہ اسٹیشن پر پہنچے تو وہاں بھی یہی عمل دہرایا۔ اس کے ساتھ ہی جماعت اور جماعت کے بزرگوں کو گندی گالیاں دیں۔ اور خواتین سے چھیڑخانی کی اہل ربوہ نے بہت صبر و ضبط کا مظاہرہ کیا۔ اور گاڑی لاہور کی طرف روانہ ہو گئی یہ طلباء جاتے ہوئے کہہ گئے کہ ہم ۲۹ کو پھر آئیں گے اور مزہ چکھائیں گے۔

چنانچہ پشاور سے واپسی پر انہوں نے ٹرین میں پتھر بھرے اور ربوہ پہنچ کر اہل ربوہ پر سنگباری شروع کی۔ اور ساتھ ہی گالیاں دیں اور سخت فحش کلامی کی اور پردہ دار خواتین کو چھیڑنا شروع کر دیا۔ اس پر اسٹیشن پر موجود ربوہ کے بعض نوجوانوں نے روکا اس پر جھگڑا ہو گیا۔ اور طرفین میں مار پیٹ ہوئی جس میں طرفین کے کچھ لوگ زخمی ہو گئے بس یہ واقعہ ہے جس کی جنس تبدیل کر کے موقع پرست اور فسادی ملاؤں نے ختم نبوت کا مسئلہ بنا دیا۔ اور حکومت کی مشینری نے ان شرانگیزوں کا ساتھ دیا۔ چنانچہ اگلے ہی روز پنجاب کے وزیر اعلیٰ محمد حنیف رامے نے یہ حیرت انگیز اعلان بڑے فخریہ انداز میں کیا کہ "ہم نے راتوں رات ربوہ پر چھاپے مار کر ۷۲ احمدیوں کو گرفتار کر لیا ہے"

اور ہم حیران ہیں کہ جب حکومت کی اس سطح پر بھی شرافت و انسانیت کو یوں ذبح کر دیا جائے۔ تو پھر عوام کا یہ حال ہوتا۔ بجائے اس کے کہ ان غنڈے طلباء اور بلوائیوں کو سزا دی جاتی حکومت نے مظلوموں کو گرفتار کیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ اور ملّاں جو فساد انگیزی کی تاک میں تھے۔ فوراً اپنی کمین گاہوں سے باہر نکلے اور مسئلہ ختم نبوت کا نعرہ لگا دیا۔

کہاں ربوہ کا واقعہ اور کہاں ختم نبوت
مگر اس کا کیا علاج کہ ؏

تقدیر کا فتویٰ ہے یہ روزِ ازل سے
ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

چونکہ جماعت احمدیہ عددی لحاظ سے کمزور اور امن پسند ہے۔ اس لئے آج سارے پاکستان کو احمدیوں کے لئے قید خانہ بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔

وصیّتیں

نوٹ:- وصایا منظوری سے قبل اخبار میں اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی وصیّت کے متعلق کسی شخص کو کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر وہ اس کے متعلق دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو مطلع کریں۔

(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

وصیّت نمبر ۱۴۰۲۸ مَیں یار محمد

ولد فضل محمد دلبیرا قوم شیخ پیشہ پنشنر۔ عمر ۶۲ سال۔ تاریخ بیعت ۱۹۳۳۔ ساکن پنکال نگریا۔ ڈاکخانہ نوال پٹنہ۔ ضلع کٹک۔ صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۴-۳-۲۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

اس وقت میری جائیداد منقولہ کوئی نہیں ہے۔ جب والد کی جائیداد تقسیم ہو کر مجھے ملے گی۔ تو مَیں اپنے حصّہ کی جائیداد وصیّت میں درج کرا دوں گا۔ اس وقت مجھے ۴۴ روپے پچاس پیسے ماہوار پنشن ملتی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصّہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گا۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیّت حاوی ہوگی۔ بعد وفات جو متروکہ میرا ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ رَبَّنا تقبّل مِنّا انّک انتَ السّمیع العلیم۔

العبد۔ یار محمد۔ گواہ شد۔ آدم خاں (دستخط بحروف انگریزی) گواہ شد۔ محمد خان۔ سیکرٹری مال جماعت احمدیہ پنکال اڑیسہ۔

وصیّت نمبر ۱۴۰۲۹ مَیں حمیدہ بی بی

زوجہ ضمیر الدین خاں صاحب مرحوم قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۵۵ سال پیدائشی احمدی ساکن پنکال ڈاکخانہ نوال پٹنہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۴-۳-۲۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میرا زر مہر ۵۲۵/- روپے ہے۔ خاوند وفات پا چکے ہیں۔ چاندی آٹھ تولہ پچاس روپے کی ہے اس کی کل مالیت پانصد پچھتر روپے بنتی ہے۔ مَیں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز زندگی میں جو جائیداد پیدا کروں گی۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز بہشتی مقبرہ قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور وفات کے بعد جو متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ۔ نشان انگوٹھا۔ حمیدہ بی بی پنکال گواہ شد حنیف خاں پنکال۔ گواہ شد جمعہ خاں پنکال سیکرٹری مال جماعت احمدیہ

وصیت نمبر ۱۴۰۳۰ مَیں مریم بی بی

زوجہ محمد عبد الرحمان صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۵۴ سال پیدائشی احمدی ساکن پنکال ڈاکخانہ نوال پٹنہ براستہ نگریا ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۴-۳-۲۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری کوئی جائیداد غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا زر مہر سات صد پچاس روپے بذمہ خاوند ہے۔ میرے پاس زیورات نہیں ہیں۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی قیمت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وفات پر جو متروکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامتہ مریم بی بی
گواہ شد محمد عبد الرحمان خاوند موصیہ پنکال براستہ نگریا اڑیسہ۔ گواہ شد جمعہ خاں سیکرٹری مال جماعت احمدیہ پنکال اڑیسہ

وصیت نمبر ۱۴۰۳۱ میں قریشن بیگم

زوجہ اسلام خاں صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال پیدائشی احمدی ساکن نرگاؤں حال پنکال ڈاکخانہ نوال پٹنہ ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۴-۲-۲۱ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

اس وقت میری جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں۔ میرا زر مہر مبلغ پانصد پچیس روپے بذمہ خاوند ہے۔ زیورات طلائی کان کے پھول۔ ناک کی بالی۔ گلے کا ہار وزنی دو تولہ ہیں۔ جن کی قیمت ایک ہزار روپے ہے چاندی اٹھارہ تولہ ایک صد دس روپے کی ہے جنکی کل میزان ۱۶۳۵/- روپے بنتی ہے۔ میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گی اس کی اطلاع مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری وفات پر جو متروکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

الامتہ۔ نشان انگوٹھا قریشن بی بی۔ گواہ شد دستخط عبد الستار خاں بحروف اڑیہ گواہ شد۔ جمعہ خاں سیکرٹری مال جماعت احمدیہ پنکال:

وصیت نمبر ۱۴۰۳۲ مَیں زبیدہ بی بی

زوجہ شیخ پانچو صاحب پیشہ خانہ داری عمر ۴۵ سال پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ کیرنگ ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۷۴-۳-۷ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت جائیداد غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ میرا مہر ۵۰۰/- روپے تھا جو میں خاوند سے وصول کر چکی ہوں۔ اس کا میں نے زیور بنا لیا ہوا ہے۔ جسکی تفصیل یہ ہے گلے کا ہار طلائی تین تولہ اور کانوں کے بندے طلائی ایک تولہ جن کا کل وزن چار تولہ ہے۔ جسکی قیمت موجودہ ۲۰۰۰ روپے ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے بعد جو جائیداد پیدا کروں گی۔ اس کی اطلاع مجلس کارپرداز صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتی رہوں گی۔ اور بوقت وفات جو متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ مالک ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔

الامتہ زبیدہ بی بی
گواہ شد فضل الرحمان خاں سیکرٹری مال پودوار۔ گواہ شد۔ سید فضل عمر کٹکی مبلغ سلسلہ

"اِجماع" کی اصل حقیقت اور اُس کی اقسام

از مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی بھدرواہ

رابطہ عالم اسلام کی ہیئتہ مکہ کانفرنس کی قراردادوں اور پاکستان میں حالیہ اینٹی احمدیہ فسادات کے نتیجہ میں احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ اور انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی جو مذموم تحریک چل رہی ہے ، بعض نام نہاد علماء اس تحریک کو جائز قرار دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ۔ "یہ اجماع کا فیصلہ ہے اور سوادِ اعظم کا اتفاق ہے ۔ اس سے انحراف کرنا خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہے ۔" جہاں تک دعویٰ نبوت کا تعلق ہے قرآنِ مجید میں کوئی ایسی آیت موجود نہیں ہے جو نبوت کو بلا شرط کلی بند کرتی ہو ۔ بلکہ برعکس اس کے کئی آیتیں اور حدیثیں اور اقوالِ سلفِ صالحین ایسے ملتے ہیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر تشریعی نبوت کے اجراء پر واضح استدلال ہوتا ہے ۔

ان واضح حوالہ جات سے بخوبی علم ہو سکتا ہے کہ صحابہ کرام رض ۔ تابعین ۔ تبع تابعین ۔ مجددین ۔ محدثین اور اولیاء و صلحاءِ اُمت کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کس قسم کی نبوت منقطع و ممتنع ہے اور کس قسم کی نبوت باقی اور جائز ہے ۔ اس سلسلہ میں قادیان سے شائع شدہ دو مختصر مگر جامع پمفلٹ "خاتم النبیین کے بہترین معنے" اور مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی کا مضمون "ختمِ نبوت کا منکر کون ہے؟" بہت سے مفید حوالہ جات اور معتدل نقطۂ نظر کی عکاسی کرتے ہیں ۔

لیکن اس لحاظ سے کہ مخالفین دعویٰ نبوت کو قطعی طور پر ناجائز قرار دینے کے لئے نام نہاد "اِجماع" کا ڈھکوسلا پیش کرتے ہیں ۔ اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ اجماع کا منکر کافر ہے ۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے "اجماع" کی حقیقت سے پردہ اُٹھایا جائے کہ یہ اجماع کیا چیز ہے ؟ اس کی اقسام کیا ہیں ۔ اور کونسا اجماع ایسا ہے جس کا منکر کافر ہے ۔ اور پھر یہ بھی کہ آیا کوئی اجماع انقطاعِ نبوت پر ہوا بھی ہے یا نہیں ؟ اس موضوع پر اس سے قبل جماعت کے جید عالم محترم مولانا غلام احمد صاحب مولوی فاضل آف بدوملہی سیر حاصل روشنی ڈال چکے ہیں ۔ ذیل میں آپ ہی کے بیان کردہ نکات کی روشنی میں حالاتِ حاضرہ کے متعلق کچھ عرض کرنے کی کوشش کی جاتی ہے ۔ وباللہ التوفیق ۔

اِجماع کی تعریف :

اجماع کی تعریفیں آثار میں عموماً یہ بیان ہوئی ملتی ہیں کہ :-

(۱) اِتِّفَاقُ الْمُجْتَهِدِيْنَ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ فِيْ عَصْرٍ عَلٰى اَمْرٍ شَرْعِيٍّ ۔

(مُسلَّم الثبوت جلد ۲ صفحہ ۱۶۶ مصری)

(۲) اِتِّفَاقُ مُجْتَهِدِيْنَ صَالِحِيْنَ مِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ عَصْرٍ وَاحِدٍ عَلٰى اَمْرٍ قَوْلِيٍّ اَوْ فِعْلِيٍّ ۔

(نور الانوار)

(۳) هُوَ الْاِتِّفَاقُ فِيْ كُلِّ عَصْرٍ عَلٰى اَمْرٍ مِنَ الْاُمُوْرِ مِنْ جَمِيْعِ مَنْ هُوَ اَهْلُهٗ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يَشْمِلُ الْمُجْتَهِدِيْنَ فِيْ اَمْرٍ يَحْتَاجُ فِيْهِ اِلَى الرَّأْيِ ۔

(قمر الاقمار حاشیہ نور الانوار بحوالہ اظہار الحق)

یعنی اس اُمت کے مجتہدین کا ایک ہی زمانے میں کسی شرعی معاملہ پر اتفاق کر لینے کا نام "اِجماع" ہے ۔ اس لئے معلوم ہوا کہ اجماع کے لئے تین شرطیں ضروری ہیں ۔

اوّل یہ کہ اتفاق و اجماع کرنے والے عام لوگ نہ ہوں ۔ بلکہ اہل الرائے ۔ اہلِ علم ۔ اہلِ فتویٰ اور اہلِ اجتہاد ہوں ۔ یعنی اجماع کے لئے محض مسلمان یا مومن و متقی ہونا کافی نہیں بلکہ اہلِ اجماع کے لئے قوتِ استدلالیہ و استنباطیہ بھی شرط ہے جو اجتہاد کے لئے ضروری ہوتی ہے ۔ چنانچہ آثار میں لکھا ہے :-

"وَاَهْلُ الْاِجْمَاعِ مَنْ كَانَ مُجْتَهِدًا صَالِحًا ۔"

یعنی اجماع و اتفاق کرنے کے اہل وہی ہیں جو مجتہد اور صالح الاعمال والنیۃ ہیں ۔

دوم : یہ کہ اس زمانہ کے وہ تمام مجتہد جو مشہور بین الناس ہوں ۔ سب کے سب ایک امر پر متفق ہوں ۔ یعنے اُن میں باہم کوئی اعتقادی تضاد یا نزاع نہ ہو ۔ ایسا نہیں کہ مختلف اعتقاد کے دو چار اکٹھے ہو گئے اور کسی ایک مسئلہ پر اتفاق کر لیا ۔ یا کسی زمانہ میں ایک دو نے کوئی بات کہہ دی ۔ اور بعد والوں نے اس کو اجماع قرار دے دیا ۔ چنانچہ نور الانوار میں لکھا ہے :-

(ترجمہ) "اجماع میں تمام خواص و عوام کا اتفاق ہونا ضروری ہے کہ کسی کو مخالفت کی گنجائش نہ رہے ورنہ اگر ایک نے بھی مخالفت کی تو اجماع نہ ہوگا ۔"

سوئم : یہ کہ ان مجتہدین کا زمانہ ایک ہی ہو ۔ اس طور سے کہ وہ آپس میں مل سکیں ۔ بحث و تمحیص کر سکیں اور ایکدوسرے کے اختلاف آراء و دلائل تحریری و تقریری کو معلوم کر سکیں ۔ چنانچہ لکھا ہے کہ :-

"وَالشَّرْطُ اِجْتِمَاعُ الْكُلِّ وَخِلَافُ الْوَاحِدِ مَانِعٌ كَخِلَافِ الْاَكْثَرِ ۔" (نور الانوار)

اِن تعریفات اور شروط کو مدِ نظر رکھنے پر بجز صحابہ کرام رض کے اُمتِ محمدیہ کا کوئی سا بھی اجماع بھی ممکن الوقوع نہیں ہو سکتا چنانچہ انہی شروطِ مذکورہ کی بناء پر مختلف ائمہ کرام نے انعقادِ اجماع کے لئے تحدید کی ہے ۔

مثلاً (۱) حضرت امام مالک رح نے اجماع کے لئے صرف اہلِ مدینہ کو مخصوص فرمایا ہے ۔

(۲) اور امام شافعی رح نے کہا ہے کہ اسی صورت میں اجماع مانا جا سکتا ہے جبکہ اس اجماع کا انعقاد کرنے والے سب کے سب اس اجماع کی صحت کا عقیدہ رکھنے کی حالت میں فوت ہو جائیں ۔ اگر ایک بھی باقی ہو تو اجماع نہیں سمجھا جائے گا ۔ کیونکہ ممکن ہے کہ بعد میں اس کی رائے بدل جائے ۔

(۳) اور حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رح نے فرمایا ہے کہ صرف صحابہ ہی کا اجماع ، اجماع کہلا سکتا ہے ۔ (نور الانوار)

(۴) حتیٰ کہ امام احمد بن حنبل رح نے تو ان شروط کی بناء پر اجماع کو ممکن ہی خیال نہ فرما کر یہ تصریح فرما دی ہے کہ

"مَنِ ادَّعَى الْاِجْمَاعَ فَهُوَ كَاذِبٌ ۔"

(مُسلَّم الثبوت جلد ۲ صفحہ ۱۶۸ مصری)

یعنی اصل تعریف کی رُو سے کسی اجماع کا ثابت کرنا حقیقی معنوں میں ناممکن ہے اور جو ایسا دعویٰ کرتا ہے کہ حقیقی معنوں میں کسی امر پر کبھی اجماع ہوا ہے تو وہ کاذب ہے ۔

الغرض جب اس قسم کا اجماع ثابت ہی نہ ہوا تو پھر اس کے حجت ہونے یا نہ ہونے کا مسئلہ خود بخود صاف ہو گیا کہ کسی وقت بھی ایسے اجماع کو مدارِ فیصلہ قرار دیا جا سکتا ہے ۔ بالخصوص اس وقت بھی جبکہ اہلِ سنت اور اصولیین کے نزدیک حضرت انس رض اور حضرت ابوہریرہ رض بھی مجتہد نہیں ہیں ۔ گو وہ عادل ہیں ۔ ثقہ ہیں ۔ پھر صحابی بھی ہیں مگر وہ مجتہد نہیں مانے جاتے ۔ جیسے اصولِ شاشی میں لکھا ہے کہ

(ترجمہ) "دوسری قسم راویوں کی وہ ہے جو بلحاظ حافظہ اور عدالت مشہور ہے سوا اجتہاد اور فتویٰ کے جیسے انس رض اور ابوہریرہ رض ۔"

اِس حوالہ نے یہ بات واضح کر دی کہ کسی عالم کا یہ کہہ دینا کہ میری رائے یہ ہے مجھے اس کا خلاف معلوم نہیں اس کو اجماع نہیں کہہ سکتے ۔ کیونکہ اوّل تو اس کہنے والے کا مجتہد ہونا ضروری ہے دوم اس کے ساتھ اور بھی تمام مجتہدین کا متفق ہونا ضروری ہے ۔ جب اہل احناف کے نزدیک حضرت انس رض اور حضرت ابوہریرہ رض کی رائے کو بھی اجتہاد و فتویٰ کا درجہ نہیں دیا جا سکتا تو بعد کے لوگوں بالخصوص آج کل کے "علماء" کے اقوال کو اجتہاد قرار دینا سورج کو چراغ دکھانے والی بات ہے ۔

اِجماع کی اقسام :

اجماع کی ایک تقسیم بلحاظ مرتبہ اور شان کے ہے ۔ مثلاً اوّل صدی ۔ دوسری صدی ۔ تیسری صدی ۔ کی نسبت سے ہو سکتی ہے ۔ کیونکہ بموجب ارشاد حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جتنی وقعت پہلی صدی کو ہے دوسری کو نہیں ۔ اور جتنی دوسری کو ہے اتنی تیسری کو نہیں ۔ اور تیسری صدی گزرنے کے بعد کا زمانہ تو بحکم خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم "ثُمَّ يَفْشُو الْكَذِبُ" (مشکوٰۃ) فیج اعوج کا زمانہ ہے ۔

ایک تقسیم اجماع کی قولی اور فعلی وغیرہ ہو سکتی ہے ۔ قول کے لحاظ سے یوں کہ سب مجتہدینِ زمانہ متفقہ طور پر کہہ دیں کہ ہم اس امر پر اتفاق کرتے ہیں ۔ اور فعل کے لحاظ سے اس طرح کہ متفقہ طور پر کوئی کام کر دکھائیں ۔ اور ایک قسم اجماع کی یہ ہے کہ بعض مجتہد صریحاً اپنی رائے بیان کریں اور بعض کچھ نہ کہیں بلکہ بالکل خاموش رہیں اور سمجھ لیا جائے کہ اِجماع ہو گیا ۔

اِن اقسام میں سے صرف ایک قسم ایسی ہے جس کا منکر کافر ہے ۔ اور اس کے الفاظ یہ ہیں

(ترجمہ) یعنی صحابہ کا اجماع جو نص کے طور پر ہو ۔ یعنی وہ سب کے سب یہ کہہ دیں کہ ہم اس بات پر اجماع کرتے ہیں ۔ یا ہم اِس بات پر متفق ہیں ۔ ایسا اجماع بھی قرآنی آیت اور خبرِ متواتر کی طرح یقینی ہوتا ہے ۔ اور ایسے اجماع کا منکر کافر ہوتا ہے ۔ اور ایسی ہی اقسام میں سے وہ اجماع بھی ہے جو صحابہ رض

نے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کی خلافت پر کیا تھا۔ لیکن ایسے اجماع کو جس میں بعض کی تصریح ہو اور بعض صحابہ خاموش رہیں۔ اس کو اجماع سکوتی کہتے ہیں جس کا منکر کافر نہیں ہوتا۔"

(نورُ الانوار)

اس حوالے سے صحابہ کے اجماع کی حقیقت بھی معلوم ہوگئی۔ اور اس کا حکم بھی واضح ہوگیا۔ گویا اگر کسی مسئلے میں تمام صحابہؓ بالاتفاق صاف لفظوں میں کہہ دیں کہ فلاں بات پر اجماع کرتے ہیں۔ یا اپنے حال سے اور اپنے فعل سے ظاہر کر دیں کہ ہمیں فلاں بات سے بکلّی اتفاق ہے تو پھر ایسا اجماع یقینی ہوگا۔ ورنہ اگر بعض صحابہؓ کی تصریح ہو اور بعض خاموش ہوں تو وہ اجماع یقینی نہیں۔ اور نہ ہی اس کا منکر کافر ہے۔ جب صحابہ کرامؓ کے اجماع کے منکر کو بھی اسی وقت کافر کہہ سکتے ہیں جبکہ صحابہ کرامؓ نے بالاتفاق اپنا اجماع بیان کیا ہو۔ اور اجماعِ سکوتی کے انکار پر کسی کو کافر نہیں کہہ سکتے تو زمانۂ حال کا اجماعِ سکوتی کیا وقعت رکھتا ہے کہ اُس کے منکر کو کافر کہا جائے۔

یہ امر قابلِ توجہ ہے کہ ہمارے مخالفین کے ہاتھ میں کوئی ایک حوالہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں اس امر پر تمام صحابہ کرامؓ کا قولی یا فعلی اجماع یقینی طور پر درج ہو کہ مدّعیٔ نبوّت کافر ہے۔ یا دعویٰ نبوّت کفر ہے۔ یا نبوّت منقطع ہوگئی ہے بااستثناء شرعی اور مستقل یا براہِ راست نبوّت کے۔ اور جب ایک حوالہ بھی ایسا موجود نہیں ہے تو محض اجماع کا نام لے دینے سے کیا ہوسکتا ہے۔ بالخصوص ایسے وقت جبکہ اُمتی نبی اور غیر تشریعی نبوّت کے جواز میں بعض صحابہ کرامؓ اور اولو العزم مشائخین کی تصریحات موجود ہیں۔

ہمارے مخالفین کا یہ کہنا کہ "مرزائیوں کے کافر ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں سب متفق ہیں یہ بھی ایک قسم کا اجماع ہوتا ہے"۔ یہ محض ناواقفیت کی دلیل ہے۔ اسے ہرگز ہرگز اجماع نہیں کہتے۔ چنانچہ ارشاد الفحول صفحہ ۸۶ میں درج ہے :-

(ترجمہ) "یعنی بعض لوگوں کا یہ خیال کہ ایک عالم جب کہہ دے کہ مجھے اس مسئلہ میں کسی کا اختلاف معلوم نہیں ہوتا سب متفق ہی معلوم ہوتے ہیں تو وہ اجماع سمجھا جائے گا، صحیح نہیں ہے بلکہ یہ محض قولِ فاسد ہے۔"

چنانچہ اس دعویٰ کی تردید میں مصنفِ ارشاد الفحول کئی مثالیں بھی دیتے ہیں کہ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک عالم ایک مسئلہ بیان کرتے ہوئے ایسا کہہ دیتا ہے کہ اس میں کسی کا خلاف نہیں۔ حالانکہ اسی مسئلہ میں ویسی ہی شخصیت کا عالم مخالف ہوتا ہے۔ مگر اس کہنے والے کو علم نہیں ہوتا۔ جیسے حضرت امام شافعیؒ کا کہنا اور حضرت امام مالکؒ کا مخالف ہونا۔ یا امام مالکؒ کا یہ فرمانا کہ فلاں مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں، حالانکہ مشہور اختلاف اسی مسئلہ میں چلا آتا ہے۔ وغیرہ ذالک من المسائل۔

غرض جبکہ قرونِ اُولیٰ میں کسی طرح کے اجماع کو صحیح اجماع قرار نہیں دیا جاسکتا تو فی زمانہ بعض علماء کا یہ کہنا کہ ہمارے پیش کردہ مسئلہ میں کسی کا اختلاف نہیں کس طرح اجماع کہلا سکتا ہے۔ بلکہ ایسا خیال کرنا ہی مسئلہ کی اصل حقیقت سے ناواقفیت کی دلیل ہے۔

مُسلم فرماں رواؤں کے فیصلے !!

بعض مخالف مولوی صاحبان نبوّت کے دعویٰ کو کُفر ثابت کرنے کے لئے اجماع کی بحث میں تائیدی طور پر بعض مسلم فرمانرواؤں کے بعض فیصلے پیش کر کے پاکستان کی حالیہ کارروائی کو سنّتِ مستمرہ قرار دیتے ہیں۔

اوّل : مَیں اُن کے متعلق یہ عرض کرتا ہوں کہ اِسلام "مسلم حکمرانوں کے فیصلے" کا نام نہیں ہے۔ نہ ہی قرآنِ کریم نے فرمانرواؤں کے فیصلوں کو قابلِ اعتقاد اور ذریعۂ نجات قرار دیا ہے۔ اور نہ ہی حضرت نبیٔ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے کہیں یہ حکم دیا ہے کہ مسلمان حکمرانوں کے فیصلے جزوِ اِسلام سمجھے جائیں۔ اور ان کی اتّباع کی جائے۔ اتّباع کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بس اسی قدر وارد ہوا ہے کہ علیکم بِسُنّتی و سُنّۃ الخلفاء الراشدین المھدیّین ان دو معتمد علیہ ذرائع کے سوائے دیگر حکمرانوں کے فیصلے شرعی استناد کا رنگ نہیں رکھتے۔ اور وہ مستند ہو بھی کیسے سکتے ہیں جبکہ ایسے فرمانرواؤں کے بارے میں رسول اللہ صلعم نے خود ہی مخالفانہ تصریح فرما دی ہوئی ہے۔ جیسا کہ حسب ذیل روایت سے اِس بات پر بخوبی روشنی پڑتی ہے :-

"حضرت حُذیفہ رضؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسولِ خدا صلعم نے تم میں نبوّت رہے گی جب تک خُدا چاہے گا۔ پھر خدا تعالیٰ اس کو اٹھا لے گا۔ پھر خلافت ہوگی نبوّت کے طریق پر جب تک خدا چاہے گا۔ پھر اس کو بھی خدا اُٹھا لے گا۔ پھر سخت بادشاہت ہوگی جب تک خدا چاہے گا۔ پھر اُسے بھی خدا تعالیٰ اُٹھا لے گا۔ پھر خلافت ہوگی عام نبوّت کے طریق پر"۔

(مشکوٰۃ آخر کتاب الرقاق)

اس حدیث میں جہاں آئندہ زمانہ کا تفصیلی نقشہ کھینچا گیا ہے، خلافتِ راشدہ کے بعد آنے والی حکومتوں کو اور ان کے فرمانرواؤں کو جن الفاظ کے ساتھ حضرت شارع علیہ السّلام نے یاد فرمایا ہے وہ قابلِ عبرت تو ہیں، قابلِ تقلید و استناد نہیں۔

دوم : علاوہ ازیں اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ بعض فیصلے جو حکمرانوں اور فرمانرواؤں کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں وہ محض دعویٔ نبوّت کی بناء پر دیئے گئے تھے، کوئی اور وجہ اس کے ساتھ شامل نہیں تھی؟ اس سلسلہ میں مُسیلمہ کذاب طلحہ بن خویلد اسدی۔ اسود عنسی وغیرہ کی مثالیں پیش کرنا تاریخ کی کامل تفصیلات سے ناواقفی کا ثبوت ہے۔ تاریخ اِس بات پر شاہد ہے کہ مُسیلمہ وغیرہ سے جو صحابہ کبار کی جنگیں ہوئیں وہ محض آئے دن کی بد امنی اور بغاوت پھیلانے کی بناء پر ہوئی تھیں نہ اُن کے دعویٔ نبوّت کی بناء پر۔ (دیکھو بخاری جلد ۳ "قصّہ اسود عنسی")

الغرض نہ تو قرآن کریم و احادیث سے دعویٔ نبوّت کرنے والے کی یہ سزائیں ثابت ہوتی ہیں۔ نہ اجماعِ امّت سے اور نہ ہی فرمانرواؤں کے فیصلہ جات سے۔

سوم : اگر فرمانرواؤں کے ایسے فیصلے دین کا جزو ہیں اور اُن پر اعتقاد رکھنا ضروری اور اُن پر عملدرآمد موجبِ ثواب اور نجاتِ ابدی ہے۔ تو پھر ان فرمانرواؤں کے اَور فیصلوں اور کارہائے نمایاں کے متعلق کیا کیا جائے گا؟ کیا یہ وہی بادشاہ تو نہیں ہیں جن میں سے کسی نے ائمۃ و فقہاء و محدثین کو مُلک سے نکالا۔ کسی نے جیل خانہ میں ڈالا۔ کسی نے دُرّے لگوائے۔ کسی نے سر قلم کئے۔ بادشاہت اور حصولِ اقتدار کی خاطر ہر جائز و ناجائز کارروائی کی حتیٰ کہ اپنے عزیزوں اور بھائیوں کو بھی قتل کر دیا۔ اپنے مطلب کو پُورا کرنے کے لئے طرح طرح کے حیلے تراش لئے۔ اور مذہب میں قسما قسم کے فتنے اُٹھائے۔ اِس سلسلہ میں مامون الرشید بادشاہ کا واقعہ بھی قابلِ غور ہے جس نے حضرت موسیٰ رضا کی امامت کا اقرار کیا (شیعہ بنا)۔ اپنے بھائی امین الرشید کو قتل کیا۔ حضرت امام احمدؒ بن حنبل کو اذیت دلوا کر اندھا کیا۔ اور خلقِ قرآن جیسا تباہ کرنے والا مسئلہ ایجاد کیا وغیرہ ذالک۔ (دیکھو کتب تواریخ بالخصوص تاریخ الخلفاء)

خُلاصۂ کلام یہ کہ ان حکمرانوں کے فیصلوں کو مدارِ اعتقاد بنانے سے دُنیا کی ہر بدی نہ صرف جائز بلکہ ضروری التسلیم ہو جائے گی۔ کیونکہ تاریخ ثابت کرتی ہے کہ اُن حکمرانوں اور ایسی حکومتوں میں طرح طرح کے نقائص تھے۔ اسی لئے تو رسولِ خدا صلعم نے مذکورہ بالا حدیث کی رُو سے آخر میں پھر خلافت علیٰ منہاج نبوّت کے قیام کی پیشگوئی فرمائی تھی، جو بفضلہٖ تعالےٰ حضرت امام مہدی کی بعثت اور آپ کی جماعت احمدیہ کے ذریعہ قائم ہوئی جس کی کامیاب اور مؤید من اللہ قیادت سے آج ساری دُنیا میں اسلام کی تبلیغ اور قرآن مجید کی اشاعت کا کام چل رہا ہے۔ اس کے خلاف کوئی سا من گھڑت اجماع خُدا اور اس کے برحق رسول صلعم کے فرمودات کی روشنی میں ہرگز ہرگز قابلِ پذیرائی نہیں ہے۔

فتدبّروا یا اُولی الابصار!

آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس

بمقام: یاڑی پورہ۔ بتاریخ ۱۷/۱۸ اگست ۱۹۷۴ء

نمائندگان جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی تجویز کے مطابق امسال آل کشمیر احمدیہ مسلم کانفرنس بمقام یاڑی پورہ (YARI PURA) بتاریخ ۱۷۔ ۱۸ اگست ۱۹۷۴ء انعقاد پذیر ہوگی۔ احباب کثرت کے ساتھ اس کانفرنس میں شامل ہوکر روحانی فائدہ اُٹھائیں۔ یاڑی پورہ سرکل میں مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلّغ اسلام آباد کو کانفرنس سے متعلق ضروری امور کی انجام دہی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ احباب اُن سے پورا پورا تعاون فرما کر ممنون فرمائیں۔ احباب جماعت کانفرنس کی کامیابی کے لئے بھی دعا کرتے رہیں۔ اللہ تعالےٰ ہر طرح اپنا فضل شاملِ حال رکھے اور سب کا حافظ و ناصر ہو۔

المُعلِن

خاکسار غلام نبی نیاز مبلّغ سرینگر (کشمیر)

غلط فہمی سے وسوسہ اندازی تک! (بقیہ اداریہ صفحہ نمبر ۲)

شریعت والا نبی کوئی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ مگر وہی جو پہلے اُمتی ہو۔ پس اس بنا پر مَیں اُمتی بھی ہوں اور نبی بھی۔ اور میری نبوّت یعنی مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کا ایک ظِل ہے اور بجز اس کے میری نبوّت کچھ بھی نہیں۔ وہی نبوّتِ محمدیہ ہے جو مجھ میں ظاہر ہوئی۔" (تجلیاتِ الٰہیہ ص۲۴)

(۲) "مجھے خدا تعالےٰ نے میری وحی میں بار بار اُمتی کر کے بھی پُکارا ہے اور نبی کر کے بھی پُکارا ہے اور ان دونوں ناموں کے سُننے سے میرے دل میں نہایت لذّت پیدا ہوتی ہے۔ اور مَیں شکر کرتا ہوں کہ اس مرکب نام سے مجھے عزّت دی گئی ہے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم ص۱۸۴)

(۳) "اِسی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے دو نام مَیں نے پائے۔ ایک میرا نام اُمتی رکھا گیا۔ جیسا کہ میرے نام غلام احمدؐ سے ظاہر ہے۔ دُوسرے میرا نام ظِلّی طور پر نبی رکھا گیا جیسا کہ خُدا تعالےٰ نے حصصِ سابقہ براہین احمدیہ میں میرا نام احمدؐ رکھا۔ اور اسی نام سے مجھ کو پکارا۔ اور یہ اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ مَیں ظِلّی طور پر نبی ہوں۔ پس مَیں اُمتی بھی ہوں اور ظِلّی طور پر نبی بھی ہوں۔ اسی کی طرف وہ وحیِ الٰہی بھی اشارہ کرتی ہے جو حصصِ سابقہ براہین احمدیہ میں ہے کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ۔ یعنی ہر ایک برکت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پس بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے تعلیم کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر بعد اس کے بہت برکت والا وہ ہے جس نے تعلیم پائی یعنی یہ عاجز۔ پس اتباعِ کامل کی وجہ سے میرا نام اُمتی ہوا۔ اور پُورا عکسِ نبوت حاصل کرنے سے میرا نام نبی ہو گیا۔ پس اس طرح پر مجھے دو نام حاصل ہوئے۔"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم ص۱۸۸ و ص۱۸۹)

(۴) "یہ بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہیئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ مَیں باوجود نبی اور رسُول کے لفظ سے پُکارے جانے کے خدا کی طرف سے اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک وجود ہے جس کا رُوحانی افاضہ میرے شاملِ حال ہے یعنی محمدؐ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمدؐ اور احمدؐ سے مسمّٰی ہو کر مَیں رسُول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں۔ یعنی بھیجا گیا بھی اور خُدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اِس طور سے خاتم النّبیّین کی مُہر محفوظ رہی۔ کیونکہ مَیں نے اِنعکاسی اور ظِلّی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحیِ الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالیٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اس کی حماقت ہے۔ کیونکہ میرے نبی اور رسُول ہونے سے خُدا کی مُہر نہیں ٹوٹتی۔"

(ایک غلطی کا ازالہ)

اِسی طرح آپؑ فرماتے ہیں ؎

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُورِ سارا ⁏ نام اُس کا ہے محمدؐ دِلبر مِرا یہی ہے
اُس نُور پر فِدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہُوا ہوں ⁏ وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

نیز فرمایا ؎

ایں چشمۂ رواں کہ بخلقِ خُدا دہم!
یک قطرۂ ز بحرِ کمالِ محمدؐ است!

اِس قسم کے بے شمار پختہ حوالے حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریرات میں پائے جاتے ہیں۔ ان کی موجودگی میں علماء کا محض دعوائے نبوت کی بنا پر الگ اُمت قرار دینے کا فتویٰ صریح طور پر غلط پروپیگنڈا اور وسوسہ اندازی کا رنگ رکھتا ہے جس سے سادہ لوح مسلمانوں کو بھکانے اور انہیں خواہ مخواہ مشتعل کر کے احمدیوں سے بدظنّ کرنے کے سوا اور کچھ غرض نہیں ؎

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو
کچھ تو لوگو خُدا سے شرماؤ

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ؕ

اِعلانِ نکاح

مورخہ ۱۲ ر وفاء (جولائی)۔ عزیزہ ممتاز بانو صاحبہ بنت مکرم خواجہ محمد صدیق صاحب فانی ساکن بھدرواہ کے نکاح کا اعلان عزیزم عبدالحفیظ صاحب بی۔ اے۔ ابن مکرم عبدالرزاق صاحب منڈاشی کے ساتھ مبلغ تین ہزار روپیہ حق مہر پر مکرم ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے۔ نے (جو قادیان سے آتے ہوئے تھے) کیا۔

جملہ احباب اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دُعا فرمائیں۔ مکرم ماسٹر صاحب نے اس خوشی کے موقعہ پر اعانتِ بدر اور شکرانہ فنڈ میں دس روپے دیئے ہیں۔

خاکسار: عبدالرحمٰن خان صدر جماعتِ احمدیہ بھدرواہ (کشمیر)

درخواستِ دعا: خاکسار ایک عرصہ سے بیمار چلا آرہا ہے۔ نیز بڑی بچی نفیس النسار بیگم بھی کئی ماہ سے مسلسل بیمار چلی آرہی ہے۔ ہر دو کی کامل شفایابی کے لئے تمام احبابِ جماعت کی خدمت میں دُعا کی درخواست ہے۔ خاکسار: ظہیر احمد۔ کاماریڈی۔ آندھرا پردیش۔

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن
کروم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں!
۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲
AZAD TRADING CORPORATION
5B/1 PHEARS LANE CALCUTTA-12
PHONE NO. 34-8407.

ہر قسم اور ہر ماڈل
کے موٹر کار۔ موٹر سائیکل۔ سکوٹرس کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمائیے !!
آٹو ونگس
AUTOWINGS
32 SECOND MAIN ROAD
C.I.T. COLONY
(PHONE NO. 76360.) MADRAS 600004

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ٹرک یا کاروں
کے ہر قسم کے پرزہ جات آپ کو ہماری دکان سے مل سکتے ہیں۔ اگر آپ کو کسی قریبی شہر سے کوئی پرزہ نہ ملے تو ہم سے طلب کریں
پتہ نوٹ فرمالیں
آٹو ٹریڈرز
۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱
AUTO TRADERS,
16 MANGOE LANE CALCUTTA-1
ٹیلیفون نمبرز: 23-1653، 23-5223 (دکان)، 34-0451 (مکان)
تار کا پتہ: Autocentre

منظوریٔ انتخاب عُہدیداران جماعتہائے احمدیہ

مندرجہ ذیل عہدیداران کی یکم مئی ۱۹۷۴ء سے ۳۰ اپریل ۱۹۷۷ء تک تین سال کے لئے منظوری دی جاتی ہے۔

ناظر اعلیٰ قادیان

۱۔ جماعت احمدیہ میلاپالیم

صدر	مکرم اے۔ پی۔ عبدالقادر صاحب نائب ناظم
سیکرٹری مال	” شعفر محی الدین صاحب
تبلیغ و جنرل سیکرٹری	مکرم ایس۔ ایس ابوبکر صاحب
	بی۔ ایس۔ ای۔ بی۔ ٹی
تعلیم و تربیت	مکرم عبدالرحمان صاحب

۲۔ جماعت احمدیہ پیسرنیز

صدر	مکرم پی۔ پی۔ محمد [illegible]
سیکرٹری مال	” [illegible]
تبلیغ	اے شاہ الحمید صاحب
[illegible]	” اے۔ پی۔ علی کوا صاحب
[illegible]	” اے [illegible] صاحب
[illegible]	” ایم عنایت [illegible]
امام الصلوٰۃ	” پی۔ ایم زین الدین صاحب

۳۔ جماعت احمدیہ اونکلو

[illegible]

[illegible]	غلام رسول صاحب
[illegible]	[illegible]
امام الصلوٰۃ	قاضی فصیح [illegible]

۴۔ جماعت احمدیہ سنتالی نوٹم

صدر	مکرم ایم جمال الدین صاحب
ایڈیٹر	
سیکرٹری مال	” نعمت اللہ صاحب [illegible]
جنرل سیکرٹری	” عبدالمنان صاحب [illegible]

۵۔ جماعت احمدیہ حیدرآباد

جنرل سیکرٹری	” نعیم احمد حسین صاحب
سیکرٹری مال	” احمد غوری صاحب
تعلیم و تربیت	” محمد صادق صاحب
[illegible]	”
تحریک جدید	” ارشاد حسین صاحب
وصایا	” احمد عبدالحمید صاحب
جائداد	” اکبر حسین صاحب
ضیافت	” سید محمد [illegible] صاحب
امور عامہ	” غلام حیدر خان صاحب
[illegible]	” محمد شمس الدین صاحب
قاضی	” محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی

۶۔ جماعت احمدیہ ایراٹیپیرم

صدر	مکرم ایم۔ اے فرید صاحب
سیکرٹری مال	” ایم۔ اے احمد صاحب
تعلیم و تربیت	” ایم اے علی صاحب
امام الصلوٰۃ	” ” ” ”
سیکرٹری امور عامہ	” ایم۔ ایم۔ کویان صاحب

۷۔ جماعت احمدیہ بھاگل پور

صدر	مکرم ڈاکٹر محمد یونس صاحب ایم بی بی ایس
سیکرٹری مال	” محمد ایوب صاحب کیمسٹ
[illegible]	” مولوی عبدالحلیم صاحب

۸۔ جماعت احمدیہ غنچہ بارہ

صدر	مکرم شیخ بشارت صاحب
سیکرٹری مال	” گینہ خان صاحب
تعلیم و تربیت	” دلبر خان صاحب
امور عامہ	” چھکو خان صاحب
[illegible]	” آدم خان صاحب

۹۔ جماعت احمدیہ کرڈاپڈ

۱۰۔ جماعت احمدیہ [illegible]

سیکرٹری مال	[illegible] الحمید صاحب
[illegible]	صاحب رفیق [illegible]
[illegible]	شیخ عبدالشکور صاحب
امور عامہ	[illegible] علی صاحب
[illegible]	” یوسف علی صاحب
[illegible]	” بہادر [illegible]
ضیافت	” محمد صدیق صاحب
[illegible]	” شیخ عبدالشکور صاحب

۱۱۔ جماعت احمدیہ ستار [illegible]

صدر	مکرم اے کنجی صاحب
سیکرٹری مال	” ایم [illegible]

جماعت احمدیہ مدراس

صدر	مکرم محی الدین صاحب
نائب صدر	” محمد کریم اللہ صاحب نیو آن
سیکرٹری	” محمد رفیق صاحب
تبلیغ	” مولوی کمال الدین صاحب (چھ ماہ کیلئے)
تعلیم	” محی الدین صاحب تمیم
امور عامہ	” محمد [illegible] جعفری (چھ ماہ کیلئے)
تحریک جدید	” نور الدین صاحب
قاضی	” علی محی الدین صاحب

۱۲۔ جماعت احمدیہ دیودرگ

صدر	مکرم محمد اسمٰعیل صاحب نائک (چھ ماہ کیلئے)
سیکرٹری مال	” [illegible] صاحب
تعلیم و تربیت	” عبدالکریم صاحب نور
تبلیغ	(چھ ماہ کیلئے)

۱۳۔ جماعت احمدیہ کننانور

صدر	مکرم ابن حامد صاحب
نائب صدر	” ایم محمود صاحب
سیکرٹری مال	” کے۔ سی۔ محمد صالح
تبلیغ	” پی عبدالمجید صاحب (چھ ماہ کیلئے)
تعلیم و تربیت	” ایں محمد حنیف صاحب
سیکرٹری امور عامہ	مکرم ابن عبدالرحیم صاحب (چھ ماہ کیلئے)
تعلیم	[illegible]
وقف جدید	(چھ ماہ کے لئے)
جائیداد	” حکیم [illegible] محمود صاحب
[illegible]	” پی عبدالعزیز صاحب
[illegible]	” [illegible] حامد صاحب
[illegible]	” کے۔ پی۔ محمد صاحب
[illegible]	” [illegible] عبدالمجید صاحب
[illegible]	” ایم [illegible] صاحب ایم اے
امام الصلوٰۃ	” [illegible] محمود صاحب
[illegible]	[illegible]

کینیڈا میں

اٹامک انرجی پروجیکٹ میں ایک احمدی کو نمایاں اعزاز

(از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

محترم سید وزارت [illegible] مصطفیٰ [illegible] ناظر [illegible] سید یوسف [illegible] صاحب [illegible] بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی دعاؤں کے نتیجہ میں [illegible] بالنعمت کے طور پر اور مزید دعا کی تحریک کیلئے میں [illegible] رقیہ بیگم صاحبہ بیگم سید علاؤ مصطفےٰ صاحب [illegible] سید فضل احمد صاحب [illegible] کی طرف سے آمدہ اطلاع کے مطابق یہ اعلان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے [illegible] احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ کو یہ اعزاز عطا کیا ہے کہ وہ

HEAD OF THE ADVANCED PROJECT AND REACTOR PHYSICS AND ENGINEERING DIVISION ATOMIC ENERGY OF CANADA LTD. CHALK RIVER

کے عہدے پر [illegible]

(۱) [illegible] ریسرچ سنٹر کینیڈا کا سب سے پرانا اور بڑا [illegible] ہے

(۲) ہمارے [illegible] کے تمام [illegible] یہ [illegible] انہوں نے اسی ریسرچ سنٹر سے ٹریننگ حاصل کی تھی (۳) عزیز [illegible] صاحب موصوف پہلے NON WHITE ہیں جنہیں اسٹیشن کے قیام سے اب تک یہ پہلا اعزاز حاصل ہوا ہے [illegible] قبل اس عہدہ پر کوئی NON WHITE مقرر نہیں ہوا ہے (۴) یہ اعزاز بھی [illegible] ایک احمدی مسلمان ہندوستانی باشندے کو [illegible] الحمد [illegible]

[illegible] دعا کی [illegible] اپنے [illegible] سلسلہ کی [illegible] اسلام اور اپنے ملک کے [illegible] رقیہ بیگم صاحبہ نے [illegible] شکرانہ فنڈ میں ۲۰۵ روپے بھجوائے ہیں [illegible] اللہ تعالیٰ بزرگان سلسلہ اور احباب جماعت کی دعاؤں کا [illegible] شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اور درخواست کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں مزید ترقیات عطا فرمائے۔

[illegible] سید غلام مصطفےٰ صاحب وفات پا چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات کو بلند فرمائے اور [illegible] پسماندگان کے اخلاص اور تعلق [illegible] ترقی عطا فرمائے۔ آمین۔

خلاصہ خطبہ جمعہ (بقیہ صفحہ اول)

اور ان کے عظیم الشان نتائج ظاہر فرمائے۔ اور ایسا کرے کہ ہم کمزوروں اور عاجزوں کے ذریعہ دنیا کے دکھ دور ہوتے چلے جائیں۔

چونکہ اُمراء اضلاع نے واپس جانا تھا، اس لئے حضور نے جمعہ کی نماز کے ساتھ عصر کی نماز بھی جمع کر کے پڑھائی۔

(الفضل ۶ جولائی ۱۹۷۴ء)